ماہنامہ
نقیبِ ختمِ نبوت
ملتان

9 رمضان 1430ھ ستمبر 2009ء

روزہ اسلام کی تیسری بنیاد

عید الفطر —— صدقۃ الفطر

سیّدۂ عالم عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا

اسلام آباد میں برطانوی باشندے کا غیر قانونی فوجی ٹریننگ سنٹر

علامہ علی شیر حیدری کی شہادت

سانحہ گوجرہ اور قانون تحفظ ناموسِ رسالت

7 ستمبر قادیانیت کا یومِ حساب

دستورِ پاکستان قادیانیت اور نذیر ناجی

کراچی قادیانیت کے نرغے میں

شہیدۂ حجاب مروا الشربینی کا قتل

نورِ ہدایت

القرآن

''ہم نے اس قرآن کو شبِ قدر میں نازل کیا ہے اور تم کیا جانو کہ شبِ قدر کیا ہے؟ شب قدر ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔ فرشتے اور روح القدس اس میں اپنے رب کے اذن سے ہر حکم لے کر اترتے ہیں۔ وہ رات سراسر سلامتی ہے طلوع فجر تک۔''

(سورۃ القدر)

الحدیث

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''روزہ اور قرآن دونوں قیامت کے روز بندے کے سفارشی بن کر آئیں گے۔ روزہ کہے گا پروردگار! میں نے اسے کھانے پینے اور شہوت سے روک رکھا تھا۔ اب تو اس کے لیے میری شفاعت قبول فرما! قرآن کہے گا میں نے راتوں کو اس کو نیند سے باز رکھا اب تو اس کے لیے میری شفاعت قبول فرما۔ آپ فرماتے ہیں دونوں کی سفارش قبول ہوگی۔'' (مسلم)

الآثار

پاکستان کا دستوری نظام

''حضرات! پاکستان کا حاصل کر لینا اتنا مشکل نہیں، جتنا پاکستان کو پاکستان بنانا اور قائم رکھنا مشکل ہے۔

آپ کے قائد نے ایک سے زائد مرتبہ اس کا اعادہ فرمایا ہے کہ مسلمان اپنی حکومتوں میں کسی دستور اور قانون کو خود مرتب کرنے کا حق نہیں رکھتے۔ ان کا دستور مرتب و متعین ان کے ہاتھوں میں موجود ہے اور وہ قرآن مجید ہے۔ کتنی صحیح نظر اور کتنے صحیح فیصلے ہیں، اس حقیقت سے کون انکار کر سکتا ہے کہ ہم پاکستان صرف اس لیے نہیں چاہتے کہ مسلمانوں کے لیے ایک ایسی جگہ حاصل کر لیں جہاں وہ شیطان کے آلۂ کار بن کر ان ہی دساتیر کافرانہ پر عمل کریں جس پر آج ساری دنیا کاربند ہے۔ اگر پاکستان کا یہی مقصد ہے تو کم از کم میں ایسے پاکستان کا حامی نہیں ہوں۔ اس امر سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ ہم پاکستان اس لیے چاہتے ہیں کہ وہاں قرآنی نظام حکومت قائم ہو۔ یہ ایک انقلاب ہوگا۔ یہ ایک نشاۃ ثانیہ ہوگی، یہ ایک حیاتِ نو ہوگی۔ جس میں خوابیدہ تصورات اسلامی ایک مرتبہ پھر جاگیں گے اور حیاتِ اسلامی ایک مرتبہ پھر کروٹ لے گی۔ پلاننگ کمیٹی آپ کے لیے جو دستوری اور سیاسی نظام مرتب کرے گی۔ اس کی بنیادیں کتاب اللہ اور سنتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر ہوگی۔ سن لیجیے اور آگاہ ہو جائیے کہ جس سیاست کی بنیاد کتاب اللہ اور سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر نہیں ہے، وہ شیطانی سیاست ہے اور ہم ایسی سیاست سے خدا کی پناہ مانگتے ہیں۔

نواب بہادر یار جنگ کی تاریخی تقریر، ''منشورِ پاکستان''، ص 20,19

(سالانہ اجلاس کل ہند مسلم لیگ، 26 دسمبر 1943ء، کراچی)

ماہنامہ
نقیبِ ختمِ نبوت ملتان

بیاد: سید الاحرار حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ

بانی: ابن امیر شریعت سید عطاء المحسن بخاری رحمۃ اللہ علیہ

جلد 20 شمارہ 9 رمضان 1430ھ / ستمبر 2009ء

Regd.M.NO.32, I.S.S.N.1811-5411

تشکیل

دل کی بات:	علامہ علی شیر حیدری کی شہادت	مدیر	2
شذرات:	سانحۂ گوجرہ اور قانون تحفظ رسالت	عبداللطیف خالد چیمہ	3
	7 ستمبر: یوم تحفظ ختم نبوت		
دین و دانش:	روزہ: اسلام کی تیسری بنیاد	سید عطاء المحسن بخاریؒ	6
//	عید الفطر، صدقۃ الفطر	سید ابو ذر بخاریؒ	11
سیرت و سوانح:	سیدہ عالم عائشہ صدیقہؓ	شاہ بلیغ الدین	14
//	حضرت ثوبیہ رضی اللہ عنہا (دوسری قسط)	ڈاکٹر یاسین مظہر صدیقی	16
شاعری:	نعت سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم	سید یونس الحسنی	20
//	غزل	سید عطاء المحسن بخاری	21
//	شام جھانکتی ہوئی	ذوالکفل بخاری	22
//	دہشت گردی	طاہر جمیل	23
//	بھائی کی موت پر	شیخ حبیب الرحمٰن بٹالوی	24
افکار:	اسلام آباد میں غیر قانونی فوجی ٹریننگ سنٹر	سیف اللہ خالد	25
//	ثناخوانِ "تہذیب مغرب" کہاں ہیں؟	انجینئر توحید الرحمٰن	28
یاد رفتگاں:	طاہر جمیل: ابھی کل کی بات ہے	ذوالکفل بخاری	31
نقد و نظر:	دستور پاکستان، قادیانیت اور نذیر ناجی	شکیل عثمانی	33
ردِّ قادیانیت:	کراچی قادیانیت کے نرغے میں	سہیل باوا	37
//	تحفظ ختم نبوت کے سلسلہ میں اندرون جرمنی کا پہلا دورہ	سید منیر احمد بخاری	39
//	7 ستمبر 1974: قادیانیت کا یوم حساب	محمد الیاس میراں پوری	41
//	7 ستمبر: پارلیمنٹ کے تاریخی فیصلے کی سپریم کورٹ سے توثیق	محمد متین خالد	46
سفرنامہ:	سفر برطانیہ اور مختلف اجتماعات میں شرکت	عبداللطیف خالد چیمہ	50
طنز و مزاح:	زبان میری ہے بات اُن کی	ساغر اقبالی	52
حسنِ انتقاد:	تبصرۂ کتب	جاوید اختر بھٹی، صبیح ہمدانی	53
اخبار الاحرار:	مجلس احرار اسلام کی سرگرمیاں	ادارہ	56

زیر سرپرستی

حضرت مولانا خواجہ خان محمد مدظلہ

ابن امیر شریعت حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری

مدیر مسئول

سید محمد کفیل بخاری

رفقائے فکر

عبداللطیف خالد چیمہ • پروفیسر خالد شبیر احمد

مولانا محمد مغیرہ • محمد عمر فاروق

قاری محمد یوسف احرار • میاں محمد اویس

آرٹ ایڈیٹر

محمد الیاس میراں پوری

ilyasmiranpuri@gmail.com

0300-632 1388

سرکولیشن منیجر

محمد یوسف شاد

زرِ تعاون سالانہ

اندرون ملک	200/- روپے
بیرون ملک	1500/- روپے
فی شمارہ	20/- روپے

ترسیل زر بنام: ماہنامہ نقیب ختم نبوت

بذریعہ آن لائن اکاؤنٹ نمبر: 1-5278-100

بینک کوڈ 0278 یو بی ایل چوک مہربان ملتان

رابطہ: دار بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان

061-4511961

www.mahrar.com

majlisahrar@hotmail.com

majlisahrar@yahoo.com

تحریک تحفظ ختم نبوۃ شعبۂ تبلیغ مجلس احرار اسلام پاکستان

مقام اشاعت: دار بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان ناشر: سید محمد کفیل بخاری طابع: تشکیل نو پرنٹرز

Dar-e-Bani Hashim, Mehrban Colony, Multan.(Pakistan)

دل کی بات　　مدیر

علامہ علی شیر حیدری کی شہادت

اہل سنت والجماعت پاکستان کے سربراہ علامہ علی شیر حیدری (رحمۃ اللہ علیہ) شہید کر دیئے گئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون 25/شعبان 1430ھ مطابق 17/اگست 2009ء کی شب ایک تبلیغی سفر سے واپسی پر دہشت گردوں نے اُن پر فائرنگ کر دی اور حضرت علامہ حیدری خالقِ حقیقی سے جا ملے۔

مذہب کے نام پر اس دہشت گردی کا آغاز اس وقت ہوا جب انقلاب ایران کو ''پاسدارانِ انقلاب'' نے پاکستان درآمد کرنے کی جبری کوششیں شروع کیں اور پاکستانی ''آس دارانِ انقلاب'' اس خونیں کھیل کی تکمیل میں مصروف ہو گئے۔ جب ملک بھر میں اصحابِ رسول علیہم الرضوان پر تبری بازی اور توہین کا بازار گرم ہوا تو دینی غیرت وحمیت سے سرشار علماء تڑپ اٹھے۔ ''کالعدم سپاہ صحابہ'' توہین صحابہ کے طوفانِ بدتمیزی کو روکنے کی ایک مخلصانہ کوشش ہی تھی۔ مولانا حق نواز جھنگوی، مولانا ایثار القاسمی، مولانا ضیاء الرحمٰن فاروقی اور مولانا اعظم طارق (رحمہم اللہ) دفاعِ صحابہ کا پرچم تھامے بڑی جرأت واستقامت کے ساتھ آگے بڑھے اور گستاخانِ صحابہ کی زبان کو لگام دے کر اُن کا راستہ روکا۔ پاکستان میں بسنے والی اہل سنت کی اکثریت کے دینی شہری اور آئینی حقوق کا تحفظ کرتے ہوئے راہِ وفا میں قربان ہو گئے۔ چاروں رہنماؤں کو دہشت گردی کے ذریعے شہید کر دیا گیا۔

علامہ علی شیر حیدری رحمۃ اللہ علیہ اسی قافلۂ حق کے پانچویں سالار تھے۔ وہ خالصتاً علمی مزاج کے آدمی تھے۔ اُن کی تحریر وخطابت دلائل وبراہین سے مرصع تھی۔ وہ عدم تشدد کے علم بردار، امن کے داعی اور علم وتحقیق کے میدان کے شہسوار تھے۔ اُن کی شہادت سے اہل سنت والجماعت کو نا قابل تلافی نقصان پہنچا ہے۔ کیا دہشت گردی اور ظلم وستم کے اوچھے ہتھکنڈوں سے دفاع ناموسِ صحابہ وازواجِ رسول علیہم الرضوان کے مقدس مشن کو ختم کیا جا سکتا ہے؟ دشمن بھی معترف ہے کہ وہ اس مقدس مشن کو ختم کرنے میں بری طرح ناکام ہوا ہے۔ علماء کی قربانی وایثار اس پر شاہد عدل ہے۔

اللہ تعالیٰ، حضرت مولانا محمد احمد لدھیانوی، جناب ڈاکٹر خادم حسین ڈھلوں اور اُن کے مخلص وقابل قدر رفقاء و کارکنان کو حوصلہ، ہمت، صبر اور عزم کی نعمتوں سے مالا مال کرے اور اُن کی حفاظت فرمائے۔ (آمین) مجلس احرار اسلام کے امیر حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری مدظلہ اور سیکرٹری جنرل عبداللطیف خالد چیمہ نے علامہ حیدری کی شہادت کو سانحۂ عظیم قرار دیا ہے اور اہل سنت والجماعت کی قیادت اور کارکنان سے اظہارِ ہمدردی کرتے ہوئے حکمرانوں سے مطالبہ کیا ہے کہ وہ علامہ علی شیر حیدری کے قاتلوں کو گرفتار کر کے انصاف کے تقاضوں کو پورا کریں اور مجرموں کو عبرتناک سزا دے کر مذہب کے نام پر دہشت گردی اور قتل وغارت گری کرنے والوں کو بے نقاب کریں۔

سانحہ گوجرہ اور قانون تحفظ ناموسِ رسالت (صلی اللہ علیہ وسلم)

عبداللطیف خالد چیمہ (سیکرٹری جنرل مجلس احرار اسلام پاکستان)

سانحۂ گوجرہ تاریخ کا ایک المناک باب ہے۔ 30/ جولائی 2009ء کو گوجرہ کے نواحی گاؤں چک نمبر 95 ج۔ ب ''کوریاں'' میں عیسائی گھرانے میں شادی کی ایک تقریب میں بچوں نے قرآن پاک کے اوراق کی توہین کی۔ دونوں طرف سے جھگڑا ہوا تو عیسائی حضرات کی طرف سے توہین اسلام پر مشتمل گفتگو کی گئی۔ اس اطلاع پر وہاں کے مسلمانوں میں اشتعال پیدا ہوا اور ایک دو افراد کو پولیس کے حوالے کر دیا گیا۔ جنھیں پولیس نے اپنی تفتیش یا پھر مبینہ طور پر گوجرہ کی ایک سیاسی شخصیت کے زیر اثر رہا کر دیا گیا۔ یہیں سے اصل میں بات بگڑی جو قتل و غارت گری تک جا پہنچی۔ اگر ان افراد کو عجلت میں رہا نہ کیا جاتا اور گوجرہ کی سیاسی قیادت اور سرکاری انتظامیہ روایتی انداز میں یک طرفہ کارروائی نہ کرتی تو حالات اس قدر نہ بگڑتے۔

یکم اگست کو گوجرہ شہر میں احتجاج کا اعلان کر دیا گیا۔ احتجاجی مظاہرین اس روز عیسائی بستی کے قریب سے گزر رہے تھے کہ ان پر پتھراؤ کیا گیا اور فسادات پھوٹ پڑے۔ فریقین نے ایک دوسرے پر فائرنگ شروع کر دی۔ ایک ہی عیسائی خاندان کے 7 افراد مارے گئے جبکہ متعدد مسلمان زخمی ہوئے۔ اس کی جتنی بھی مذمت کی جائے کم ہے۔

وزیر اعلیٰ پنجاب میاں شہباز شریف کی جانب سے اس واقعہ کی جوڈیشل انکوائری کا حکم صادر ہو چکا ہے اور پوری قوم اس انکوائری کی منتظر ہے۔ صدرِ مملکت وزیر اعظم اور وزراء سمیت اعلیٰ حکومتی و سیاسی قیادت نے صورتحال کا سخت نوٹس لیا ہے۔

ہم سمجھتے ہیں کہ ایک اسلامی مملکت یا مسلم معاشرے میں اقلیتوں کے حقوق کا تحفظ ہماری ذمہ داری بنتی ہے لیکن اقلیتوں کے لیے بھی ضروری ہے کہ وہ اپنے متعینہ دائرے میں رہیں اور حقوق کے ساتھ ساتھ فرائض کا بھی لحاظ رکھیں۔

ہمارے لیے انتہائی حیرت کا باعث ہے کہ بات توہین قرآن کریم کے حوالے سے مسلم عیسائی فسادات کی ہے اور مطالبہ ہو رہا ہے کہ قانون توہین رسالت (صلی اللہ علیہ وسلم) 295-C کو ختم کر دینا چاہیے، ختم کرنا پڑے گا، اس پر نظر ثانی کرنا پڑے گی۔ میڈیا پر اس کو ڈیبیٹ بنایا گیا اور سارا زور اس پر لگایا کہ یہ قانون ہی اصل میں نزاع کا موجب ہے۔ محسوس ہو رہا ہے کہ کوئی خفیہ ہاتھ ضرور ہے جو اس قسم کے واقعات کا خود موجب بنتا ہے، پھر صورتحال کو ہوا دیتا ہے اور نتیجتاً

سارا غصہ اسلامی سزاؤں کے خلاف نکالا جاتا ہے۔

ہمارا سوال یہ ہے کہ تعزیراتِ پاکستان کی دفعہ 302 یا 307 کا دن رات غلط استعمال ہوتا ہے۔ کبھی کسی نے یہ نہیں کہا کہ اس کے غلط استعمال کی وجہ سے اس قانون کو ہی ختم کر دیا جائے۔ حد تو یہ ہے کہ وفاقی وزیر انسانی حقوق جناب ممتاز عالم گیلانی جن کا ''مبلغ علم'' اتنا ہے کہ وہ الہامی کتابوں کی تعداد پانچ بتا رہے ہیں اور ارشاد یہ فرما رہے ہیں کہ قانون توہین رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں ترمیم کرنا پڑی تو اس کا جائزہ لیں گے۔

ہماری دیانتدارانہ رائے یہ ہے کہ تمام انبیاء کرام علیہم السلام کی حرمت کے قانون کو غیر مؤثر یا ختم کرنے کی بجائے اس کو غیر جانبداری کے ساتھ پوری طرح لاگو کیا جائے۔ بصورت دیگر لوگ خود ردِّ عمل کا شکار ہو کر اپنی مرضی کی کارروائی سے گریز نہیں کریں گے۔

ہم منتظر ہیں کہ جوڈیشل انکوائری جلد از جلد مکمل کر کے سانحۂ گوجرہ کے اصل اسباب وعوامل اور محرکات سے قوم کو آگاہ کیا جائے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ سانحۂ شانتی نگر (خانیوال) کی طرح ہائی کورٹ کی اُس انکوائری کو ہی دبا دیا جائے جس میں نور نامی ایک قادیانی کو مسلم عیسائی فسادات کا موجب قرار دیا گیا تھا۔ جس نے عیسائی بستی کو جانے والے راستے میں قرآن پاک کے مقدس اوراق رکھ دیئے اور مسلمانوں نے سمجھا کہ یہ عیسائیوں کی شرارت ہے۔

7 ستمبر: یومِ تحفظ ختم نبوت...... یومِ قراردادِ اقلیت

35 سال قبل (7 ستمبر 1974ء) کو پاکستان کی قومی اسمبلی نے طویل بحث وتمحیص اور غور وفکر کے بعد لاہوری وقادیانی مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دے کر اہل اسلام کا ایک جائز دینی وقومی مطالبہ پورا کیا تھا۔ مرزا غلام قادیانی کی جھوٹی نبوت کے خلاف ہندوستان میں اجتماعی و جماعتی سطح پر سب سے پہلے مجلس احرار اسلام نے منظّم جدوجہد کا آغاز کیا۔ پاکستان بن جانے کے بعد جب قادیانی پاکستان کے اقتدار پر قبضہ کرنے کے خواب دیکھنے لگے تو احرار تمام مکاتبِ فکر کو ''کل جماعتی مجلس عمل تحفظ ختم نبوت'' کے مشترکہ پلیٹ فارم پر اکٹھا کر کے قادیانی ریشہ دوانیوں کے سامنے سینہ سپر ہوگئے۔ مسلم لیگی حکمرانوں نے دس ہزار سے زائد نہتے مسلمانوں کو محض اس جرم میں لہولہان کر دیا کہ وہ ناموسِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کا آئینی تحفظ چاہتے تھے۔ تحریک کو بدترین ریاستی تشدد سے بظاہر کچل دیا گیا۔ حضرت امیرِ شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے تب فرمایا تھا:

> ''میں نے اس تحریک کی صورت میں ایک ٹائم بم نصب کر دیا ہے، وقت آنے پر یہ بم ضرور پھٹے گا اور فتنۂ مرزائیت کو اس کے انجام سے دوچار کرے گا۔''

کالے انگریز نے تحریک مقدس تحفظ ختم نبوت کی پاداش میں احرار کو خلافِ قانون قرار دے دیا اور جبر وتشدد کی انتہا کردی۔ احرار رہنما اس راستے میں سب کچھ سہہ گئے مگر اپنے کیے پر کسی ندامت کا اظہار نہیں کیا۔ معافیاں نہیں مانگیں۔ تحریک سے لاتعلقی ظاہر نہیں کی۔ رسوائے زمانہ جسٹس منیر کی عدالت میں اپنے مؤقف سے پیچھے نہیں ہٹے۔ احرار کو نہیں چھوڑا تا آں کہ 1974ء میں چناب نگر (ربوہ) ریلوے اسٹیشن پر مرزائی غنڈوں نے مسلم طلباء پر حملہ کیا جس کے نتیجے میں تحریک تحفظ ختم نبوت شروع ہوئی اور شہداء ختم نبوت کا خونِ بے گناہی رنگ لا کر رہا اور ذوالفقار علی بھٹو مرحوم کے ہاتھوں مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دے دیا گیا۔ بعدازاں 1984ء میں صدر ضیاء الحق مرحوم نے امتناع قادیانیت آرڈیننس کے ذریعے مرزائیوں کو شعائر اسلامی کے استعمال سے روک دیا۔ مرزائی اب بھی اسلام اور پاکستان کے خلاف ریشہ دوانیوں میں مصروف ہیں اور سازشی انداز میں حکومتی حلقوں میں اپنا اثر ونفوذ بڑھا کر کسی دیرینہ خواب کی تکمیل کے لیے سرگرداں ہیں۔

آج کے دن (7 رستمبر) ہم عہد کرتے ہیں کہ اپنے کفر وارتداد اور زندقہ کو دجل وتلبیس کے ذریعے اسلام کے نام پر متعارف کروانے والے اس گروہ کی حقیقت سے دنیا کو آگاہ کرتے رہیں گے اور شہداء ختم نبوت کے مقدس مشن کی تکمیل کر کے ہی دم لیں گے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔ ہم اس محاذ پر کام کرنے والی جماعتوں اور شخصیات کی مساعی جمیلہ پر ان کو خراجِ تحسین پیش کرتے ہیں اور توقع کرتے ہیں کہ دنیا کے بدلتے ہوئے حالات اور کام کرنے کی نئی نئی جہتوں اور زاویوں کو ملحوظ رکھ کر اپنی ترجیحات طے کرنے میں ضروری تبدیلیوں کو پیش نظر رکھا جائے گا تاکہ دشمن کے طریق کار کو سمجھنے اور اپنا پیغام عام کرنے میں آسانی ہو۔

ان سطور کے ذریعے تمام ماتحت مجالس احرار اسلام کو ہدایت کی جاتی ہے کہ وہ 7 رستمبر بروز پیر اپنی اپنی سطح پر ’’یومِ تحفظ ختم نبوت‘‘ کے سلسلہ میں ملک گیر اجتماعات وتقریبات کا اہتمام کریں اور ممکن حد تک تمام مکاتبِ فکر اور مقامی علماء کرام کی شرکت کو یقینی بنائیں۔

روزہ: اسلام کی تیسری بنیاد

مولانا سید عطاء المحسن بخاری رحمہ اللہ

انسان پیدائشی طور پر ایک حیوان ہی ہے جو بقیہ حیوانوں سے عقل اور مزاج کے باعث ممتاز اور افضل ہے۔ اس کی تخلیق مرحلہ وار ہوئی ہے اور اجزاءِ تخلیق اس کے ذاتی اور داخلی مؤثر اسباب کی حیثیت رکھتے ہیں۔ اگر حیوانی صفات غالب آ جائیں تو یہ حیوانوں سے بدتر ہو جاتا ہے اور اگر داخلی ملکوتی صفات غالب آ جائیں تو یہ اپنے خالق کا قرب پا لیتا ہے۔ اسی لیے اللہ پاک نے اس کے مزاج اور طبیعت کی تخلیق کے ساتھ ہی اسے کچھ عملی ضابطے بھی دیئے تاکہ یہ اپنی عقل، مزاج اور طبیعت کی اصلاح کر سکے اور حیوانیت وملکوتیت کے بین بین انسانیت قائم رکھ سکے اور اسے بلندیوں تک لے جائے۔ اس سلسلۂ انسانیت کی بقاء وارتقاء کے لیے نبوت کی نعمت سے بھی انسان کو ہی سرفراز فرمایا اور تمام عملی ضابطے بھی انبیاء کی عملی وفکری تعلیم کے ذریعے انسانوں تک پہنچائے۔ انسان چاہے محلات کا باسی ہو یا جھونپڑوں کا مکین‘ اللہ کے ہاں سب برابر ہیں:

اَلْخَلْقُ کُلُّھُمْ عَیَالُ اللّٰہِ۔ مخلوق (انسان) ساری کی ساری اللہ کا کنبہ ہے۔ (الحدیث)

ظاہر ہے اللہ اپنے کنبے کے لیے الگ الگ قوانین وضع نہیں کرتا بلکہ کنبہ کی خلقی برابری قائم رکھتے ہوئے انہیں عملی زندگی کا نقشہ عطا فرماتا ہے اور بہترین نقشہ نبیوں کی زندگی قرار دیتا ہے:

لَقَدْ کَانَ لَکُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ اُسْوَۃٌ حَسَنَۃٌ. (تم کو بھلی تھی سیکھنی رسول کی چال) (الاحزاب: 21)

اگر انسان سیکھے بغیر ہی اپنی اصلاح کر سکتا تو نبوت کی ضرورت تھی، نہ وحی والہام کی۔ انسان کا خالق و مالک خوب جانتا ہے کہ اس کی طبیعت ومزاج میں کیا خامی ہے۔ اور اس خامی کو کیسے دور کیا جا سکتا ہے اور اس کا جو سب سے بہتر طریقہ تھا وہ عطا فرمایا اور اس کی اتباع ہم پر لازم وواجب کر دی۔ اتباع اور اطاعت کے اسی سنہری سلسلہ کا ایک بہت ہی اہم رکن صوم (روزہ) ہے۔

صوم کے لغوی معنیٰ کسی بھی عمل سے رکنا ہے خصوصاً کھانے، بولنے اور چلنے سے رکنے کا نام صوم ہے۔ رکی اور ٹھہری ہوئی ہوا کو بھی صوم کہا گیا ہے۔ اور دن کے کلیجے میں رکے ہوئے سورج (استواء شمس نصف النہار) کو بھی صوم کہا گیا ہے۔ نہ چلنے والے، نہ چرنے والے گھوڑے کو بھی صائم کہا گیا ہے۔ شریعتِ مطہرہ میں اس کا معنیٰ ومفہوم یہ ہے......ایک

عاقل و بالغ مسلمان انسان سحر سے مغرب تک اللہ کی رضا اور محمد رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی اطاعت کے لیے اپنی تمام حلال اور طیب لذتوں کو بھی خیر باد کہہ دے۔ صوم کا لفظ قرآن کریم میں اپنی مختلف صورتوں کے ساتھ ۱۳ مرتبہ آیا ہے اور ہر جگہ اس کا یہی معنیٰ ومفہوم ہے۔ چونکہ قرآن کریم مجموعۂ قوانین واحکام ہے۔ حکم خواہ بالواسطہ ہو یا بلا واسطہ، خبر کی صورت میں ہو یا افشاء کی صورت میں، حکم کا درجہ رکھتا ہے۔ اس اعتبار سے تیرہ مرتبہ روزے کا حکم دیا گیا جس سے اس کی معاشی اور معادی حیثیت واضح ہوگئی اور کسی قسم کا خرخشہ باقی نہ رہا۔ کچھ لوگوں کا ''یور پی نفس'' اس کو بہت ہی گراں سمجھتا ہے۔ ان سے قرآن نمٹتا ہے اور کہتا ہے کہ: ''یہ روزے صرف تم ہی پر فرض نہیں کیے گئے بلکہ تم سے پہلے بھی جو لوگ تھے ان پر بھی روزے فرض تھے۔'' پھر یہ کہ: ''تم روزے رکھو کہ روزہ تمہارے لیے بہت ہی بہتر ہے۔''...... جس عمل کو اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق کے لیے بہتر فرمادے اسے غلط، بے ڈھب، اور بے جا مشقت کہنا خالصتاً حیوانیت ہے۔ جبکہ حیاتِ طیّبہ حاصل کرنے کے لیے بہت ہی ضروری ہے کہ انسانِ کامل سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بہرنوع اتباع کی جائے۔ خود روزہ نہیں رکھ سکتا، بیمار ہے یا ضعیف عمر رسیدہ ہے تو کسی کو روزہ کے لیے (اپنی حیثیت کے مطابق) خرچ دیدے، جس کی کم سے کم حیثیت ایک ٹوپہ گندم یا اس کی قیمت ہے۔

روزے کی حکمت:

روزہ رکھنے کی حکمت قرآن کریم نے خود بیان کی ہے۔ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْن (تا کہ تم متقی بن جاؤ) (البقرہ:183)

متقی کے معنی صوفیاء نے بیان کئے ہیں کہ مشتبہ چیزوں سے بھی بچو اور فقہاء کے ہاں اس کا معنیٰ ہے حرام سے بچو۔ اب روزہ کے حقیقی معنیٰ یوں ہوں گے کہ حلال وطیب چیزوں سے بھی اپنے آپ کو روک لو یعنی نفس میں ایسا قوی جذبہ پیدا کرلیا جائے کہ آدمی جب بھی کسی بات، کسی عمل اور کسی بھی چیز سے رکنا چاہے تو رک سکے۔ حتیٰ کہ حلال لذّتوں، طیّب کھانوں اور جائز راحت وآرام کو بھی چھوڑنا چاہے تو چھوڑ سکے۔ چودھری افضل حق مرحوم نے لکھا ہے: ''اسلام مساوات کی تعلیم دیتا ہے، نماز مجلسی مساوات کا درس دیتی ہے اور روزہ اقتصادی مساوات کے لیے تلخ حقیقت کا تجربہ ہے''۔ ایک اور جگہ یوں رقمطراز ہیں۔ ''اس لیے مساوات پسند مذہب نے روزہ کا حکم دے کر غریب کی زندگی کی ہلکی سی جھلک دکھا کر کہا کہ ان کا احساس کرو جو ملک کے غلط نظام کے باعث فاقوں مررہے ہیں''۔ روزہ نہ رکھنے والے سرمایہ دار اور جاگیردار، حکمرانوں اور سیاست دانوں کی حیوانیت پر ضرب لگاتے ہوئے چودھری صاحب یوں حملہ آور ہوتے ہیں: ''امراء تو رمضان سے پہلے ہی اپنے دوستوں میں (حلقۂ ستائش باہمی) اپنی بیماری کا پروپیگنڈا کرنا شروع کردیتے ہیں اور قسم کھانے کو احتیاطاً ڈاکٹر سے دودن پہلے سر چکرانے کا نسخہ بھی لے لیتے ہیں تاکہ سند رہے۔ روزہ سے بچنے کے لیے وہ بیماری کی ساری صورتیں قبول کرلیتے ہیں مگر معمولی فاقہ کی مصیبت نہیں اٹھاسکتے۔ غریب روزہ رکھ کر قرآن خوانی اور نوافل میں وقت

گزار لیتے ہیں امیر کمزور اور بیمار پر روزے کے ''برے'' اثرات کے دلائل ڈھونڈنے اور احباب میں اس کی کیفیت بیان کرنے میں بسر کرتے ہیں۔ اور ساتھ ہی آہ بھر کر اپنی لات کی بیماری کی شکایت کر کے کہتے ہیں کہ دل تو چاہتا ہے کہ روزے رکھوں مگر ڈاکٹر آڑے آتا ہے جی مسوس کر رہ جاتا ہوں۔''

اب تو ''من حراموں'' کی ایک طویل فہرست ہے جو روزہ نہیں رکھتے کیوں کہ انھوں نے کلچرل ہونے کو مذہب پر ترجیح دی ہے۔ کیا مرد کیا عورتیں کیا امیر اور کیا غریب اس حمام میں سب ننگے اور کلچرل ہیں۔ (**فَلَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ**) اور اگر کسی سولائزڈ آدمی نے اکیسویں رمضان کا روزہ رکھنے کی مذہب پر ''مہربانی'' کر بھی لی تو اخبارات میں اس موذی کا نام ''صائمین'' کی فہرست میں سرِ فہرست ہوگا۔ افطاری اور دعاؤں کی دھوم مچی ہوگی۔ مگر ہوتا یہ ہے کہ وہ ظہر تک تو تاب لاتے ہیں پھر اس کے بعد دل دماغ، زبان سب بے قابو ہو جاتے ہیں گھر میں ایک ادھم مچ جاتا ہے۔ بیوی بچے یوں دبکے چھپے بیٹھے ہوئے ہیں جیسے ملزم تھانے میں، اور روزہ دار صاحب بہادر کے اول فول اور گالیوں کا نشانہ۔ ہمارے ہاں اخبارات کے مالکان رمضان میں بھی اخبار فروخت کرنے کے ثقفی حیلے تلاش کر لیتے ہیں کبھی طبلہ وسارنگی سے سنگت کر لیتے ہیں اور کبھی کسی رنڈی کی ننگی فوٹو اخبار کے سینہ پر سجا لیتے ہیں۔ قومی اخبارات وجرائد کا یہ رویہ شرمناک ہے۔ ریڈیو اور ٹیلی ویژن پر 8 گھنٹے کے مسلسل پروگرام میں روزہ، رمضان، قرآن، اذان کے لیے بمشکل 25 منٹ اور باقی قتلِ اسلام کے منظور شدہ پروگرام کے لیے۔

ایک چہرے پر کئی چہرے سجا لیتے ہیں لوگ

روزہ کی فرضیت:

مکہ مکرمہ سے مدینہ طیبہ کی طرف جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت کی تو اس کے متصل ہی 2 ہجری میں اس امت پر روزے فرض ہوئے۔ گویا تکمیل اسلام میں ہجرت اور روزہ شانہ بشانہ ہیں یعنی اسلام کا عروج مشقتوں اور صعوبتوں کی راہ سے ہو کر آتا ہے۔ راحتوں اور لذتوں سے آشنا نہیں:

ماہِ صیام کا تم سے یہی تقاضا ہے
کہ لو خدا سے لگاؤ، صیام کے دن ہیں

روزہ میں بھوک پیاس، لذت وراحت کو چھوڑنے سے صدر اسلام میں نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسّلام اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی زندگی کی یاد تازہ ہو جاتی ہے۔ وہ آدمی جسے انسان ہونا میسر نہیں اگر عقل وشعور کی آنکھ کھول کے دیکھے تو صحیح اور سچا انسان وہی نظر آتا ہے جو اپنا دل، آنکھیں، کان، دماغ، نفس اور روح احکام الٰہی کے سامنے ڈال دے...... اطاعت فرماں برداری اور اتباع کی وہ مثال قائم کرے جس کا نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے 23 برس مطالبہ کیا۔

اَطِیْعُو اللّٰہَ وَاَطِیْعُو الرَّسُوْلَ۔

اللہ اوراس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی اطاعت کرو۔ (النساء:59)

مَنْ یُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰہ ۔

جس نے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی اطاعت کی' بے شک اس نے اللہ کی اطاعت کی۔(النساء:80)

نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مطالبے پر اُمت کا موجودہ منفی ردّعمل کسی عذاب میں تو مبتلا کرسکتا ہے۔مغفرت، رحمت، بقاء، ارتقاء اور نجات کی ضمانت ہرگز نہیں دے سکتا۔

اگر دنیا میں عزت، عظمت، آبرو......اور ترقیاں مطلوب ہیں اور عقبیٰ میں سرخروئی، سرفرازی اور نجات کی آرزو ہے تو ہرعمل میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کریں اور اپنی خواہشوں کو روکیں کہ خواہشات ہی ایک ایسی دلدل ہے جس میں دھنسا ہوا کبھی نہیں نکلا۔ یہ ایک ایسا خوبصورت جال ہے جس میں پھنسا ہوا کبھی رہا نہیں ہوا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ:

''رمضان کا چاند طلوع ہوتے ہی جنت کے دروازے کھل جاتے ہیں' اور شیاطین قید کر دیئے جاتے ہیں۔''

روزہ اور روزہ دار کے فضائل:

نسائی میں ایک حدیث سیدنا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

اِنَّ اللّٰہَ فَرَضَ صِیَامُ رَمَضَان (عَلَیْکُمْ)وَسَنَنْتُ لَکُمْ قِیَامَہ' فَمَنْ صَامَہ' وَقَامَہ' اِیْمَاناً وَاحْتِسَاباً خَرَجَ مِنْ ذُنُوْبِہٖ کَیَوْمٍ وَلَدَتْہ' اُمُّہ' .

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' اللہ نے تم پر روزے فرض کیے اور میں نے قیام کی سنت تمہیں دی۔ پس جس نے روزے رکھے ایمان اور احتساب کے ساتھ' وہ گناہوں سے یوں نکل گیا جس طرح پیدائش کے دن تھا۔ یعنی گناہوں سے پاک ہوجاتا ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک اور ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

اَلصَّوْمُ لِیْ وَاَنَا اُجْزٰی بِہٖ (یا)وَاَنَا اَجْزِیْ بِہٖ . روزہ میرے لیے ہے اور میں ہی اس کا بدلہ دوں گا۔ کہ روزہ میرے اور بندے کے درمیان ایک بھید ہے (*)۔اور یہ صرف میرے ساتھ متعلق ہے۔اسی لیے اس کی جزاء میں خود ہوں یا میں خود براہِ راست دوں گا۔

(*) باقی تمام عبادات ظاہری صورت بھی رکھتی ہیں لیکن روزہ کی ظاہری کوئی ہیئت نہیں ہے۔اسے اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ اس لیے یہ ایک بھید ہے جو اللہ اور بندے کے درمیان ایک خاص رشتہ وتعلق ہے۔

روزہ دار کے منہ کی بُو اللہ کے ہاں مشک سے بہتر ہے۔اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ مسواک نہ کی جائے اور منہ گندا رکھا جائے بلکہ اس بُو سے مراد وہ بُو ہے جو خُلُوْ کی وجہ سے معدہ اور آنتوں سے اٹھتی ہے اور منہ سے نکلتی ہے اور یہ نتیجہ ہے اُس بھوک پیاس کی تلخی کا جو محض اللہ کی رضا کے لیے انسان برداشت کرتا ہے۔اس کی پسندیدگی کی حکمت بھی یہی برداشت اور للّٰہیت ہے۔(واللہ اعلم)

رمضان:

رَمَضَ یَرْمَضُ، فَتَحَ یَفْتَحُ کے باب سے ہے۔معنیٰ ومفہوم یہ ہے کہ پیاس کی شدت سے اندر جل اٹھے اسے کہتے ہیں رَمَضَ الصَّائِمُ روزہ دار کا اندر جل اٹھا۔رمضان کو رمضان اس لیے بھی کہا گیا کہ یہ شدید گرمیوں میں بھی آتا ہے۔اس لیے مہینوں کے شمار کنندگان نے اس کا نام رمضان رکھ دیا لیکن سب سے پسندیدہ اس کا سبب جو ذکر کیا گیا وہ یوں ہے کہ:

اِنَّمَا سُمِّیَ رَمَضَانُ لِاَنَّہٗ یَرْمَضُ الذُّنُوْبَ اَیْ یُحْرِقُھَا بِالْاَعْمَالِ الصَّالِحَۃِ

اس ماہ کا نام رمضان اس لیے رکھا گیا کہ یہ اعمالِ صالحہ سے گناہ جلا ڈالتا ہے۔

اس کے پہلے دس دن رحمتِ عامہ کے، درمیان کے دس دن عام بخشش کے اور آخری دس دن جہنم سے آزادی کے، جن لوگوں کے لیے جہنم واجب ہو جاتا ہے۔(اپنے اعمالِ خبیثہ کی وجہ سے) ان کو بھی عام معافی مل جاتی ہے۔سبحان اللہ!

کیا خوش نصیب ہے وہ آدم زاد جو اپنی حیوانی جبلتوں کو انسانیت کی رداءِ ابیض میں لپیٹنے کے لیے اللہ جل شانہ اور سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بے چون وچرا اطاعت کرتا ہے۔اپنی غلطیوں اور کمزوریوں کا اعتراف کرتے ہوئے اپنے مالک سے رو رو کر معافیاں مانگتا ہے اور اللہ کی بارگاہ میں یوں پیش ہوتا ہے کہ فرشتے اس کی آمد پر اھلاً وسھلاً ومرحبا کے ڈونگرے برساتے ہیں۔

رَبَّنَآ اٰتِنَا مِنْ لَّدُنْکَ رَحْمَۃً وَّ ھَیِّئْ لَنَا مِنْ اَمْرِنَا رَشَدًا (الکہف:10)

”اے ہمارے رب! ہم کو اپنے پاس سے بخشش دے اور ہمارے کام کی درستی کو پورا کردے۔“

رمضان کی مقدس راتوں میں اور دنوں میں کوئی اللہ کا بندہ میری مغفرت کی بھی دعا کردے تو بیڑا پار ہے۔

الغازی مشینری سٹور

ہمہ قسم چائنہ ڈیزل انجن، سپیئر پارٹس
تھوک و پرچون ارزاں نرخوں پر ہم سے طلب کریں

بلاک نمبر 9 کالج روڈ، ڈیرہ غازی خان 064-2462501

افادات: جانشین امیر شریعت سید ابوذر بخاریؒ　　　　مرتب: سید محمد کفیل بخاری

عیدالفطر......صدقۃ الفطر
(فضائل، احکام، مسائل)

تمہید:

عیدالفطر بھی دیگر امتیازات دینیہ کی طرح ایک عظیم اسلامی شعار، ایک دوررس اخلاقی نصاب، ایک مسنون تفریح اور قومی مسرت اور خوشی کا مبارک دن ہے، جسے دنیا والوں کے معمولات کے بالعکس اللہ نے بجائے ایک تہوار کے عبادت کی اہمیت برقرار رکھتے ہوئے اس میں بہ قدر ضرورت تفریح کی آمیزش کر کے اسلام کی قوت وعظمت کو دوام بخش دیا ہے۔

ہر مرغوب ومحبوب شے کے حصول اور عزیز مقصد کے انجام پانے پر جب فطرۃً خوشی نصیب ہو تو دستور ہے کہ اس کے اظہار کی کوئی نہ کوئی صورت اور تدبیر ضرور اختیار کی جاتی ہے۔ اسلام نے بھی دین فطرت ہونے کی وجہ سے اس معصوم انسانی جذبہ کی پوری قدر کی اور دین فطرت کی قائل امت مرحومہ کی دلداری وعزت افزائی فرمائی۔ چنانچہ رمضان المبارک کے پاکیزہ مہینے میں مختلف قسم کی شبانہ روز عبادت وریاضت خوش اسلوبی سے مکمل کرنے پر یکم شوال کے دن چند خاص اعمال پر مشتمل ایک مظاہرہ مسرت وتفریح قانوناً مقرر کر دیا ہے۔

تحفہ عبودیت:

اپنی عزت وجاہت کے لیے نہیں بلکہ حصول اجر وثواب کی نیت کے ساتھ سچے دل سے دیئے ہوئے عطیہ کو صدقہ کہتے ہیں۔ اور ''فطر'' کا معنی ہے ٹوٹنا، کھلنا، جدا ہونا، تو صدقۃ الفطر کا مطلب ہوا۔ ماہ صیام کے جدا ہونے، روزہ کا عمل ٹوٹنے نیز کھانے پینے اور میاں بیوی کے میل جول کی بندش کھلنے پر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں خلوص قلب سے پیش کیا ہوا ''ہدیہ تشکر''

ہر چھوٹا بڑے کے لیے اور ہر ممنون اپنے محسن ومربی اور مرکز عقیدت تک کوئی تحفہ اور عطیہ کسی ذریعہ اور واسطہ کے ساتھ ہی پہنچانے جاتا ہے اور اس عمل کو اپنا فطری اور اخلاقی فرض، موجب سعادت اور باعثِ خیر وبرکت عمل یقین کرتا ہے۔ بعینہ اسی طرح فرماں بردار مخلوق جب خالق مطلق اور رب رحیم وکریم کے حضور اپنی بندگی اور توفیق عبادت وریاضت کی نعمت نصیب ہونے پر اظہار سرور فرحت کے لیے جبہ سائی کا ارادہ کرے تو فقراء ومساکین کا معروف طبقہ کہ جن لوگوں کی حالت عجز واحتیاج، پروردگار کو بڑی محبوب ہے۔ ان کو اپنا وکیل اور نمائندہ بنا کر بارگاہ صمدیہ کے مناسب ہدیہ نیاز پیش کرنے پر فطرۃً اور قانوناً مامور ومجبور ہو جاتی ہے، یہ حاصل ہے، صدقۃ الفطر کی قانونی رسم اور شرعی ضابطہ کے اداء وتکمیل کا۔

خوش نصیب ہیں وہ لوگ جنہیں تا زندگی اس روحانی فصل بہار سے دل ودماغ اور جسم وجان کے لیے کسب فیض ونور کا موقع ملتا ہے۔ ورزقنا اللہ ابداً......آمین! ہم سب کو اس نعمت عظمیٰ کی قدر کرنی چاہیے۔

زکوٰۃ اور صدقات واجبہ کا نصاب:

ہر آزاد، عاقل، بالغ مسلم جو گھریلو ضروریات کے علاوہ ساڑھے باون تولے چاندی یا اس کی قیمت کے نقد روپیہ یا سونے یا اتنے وزن کے چاندی کے زیور یا اتنی قیمت کے سامان یا جائیداد یا تجارتی مال کا مالک ہو یا اس کے پاس موجود تمام اشیاء میں سے بعض یا سب کا مجموعہ مل کر ساڑھے باون تولے چاندی کی قیمت کے برابر ہو جائے یا پھر وہ بجائے چاندی کے ساڑھے سات تولے سونے یا اتنے وزن کے سونے کے زیورات کا مالک ہو تو اس پر زکوٰۃ کی طرح عیدالفطر کے دن نماز کا وقت آتے ہی صدقۃ الفطر واجب ہو جاتا ہے۔ مگر اتنی مالیت پر زکوٰۃ کی طرح سال کا گزرنا ضروری نہیں۔

صدقۂ فطر:

ہر میاں بیوی پر صرف اپنی ذات کی طرف سے اور اپنے بے مال غیر بالغ یا بالغ مگر مجنون اولاد نیز اپنے نوکر اور خادمہ کی طرف سے صدقہ دینا واجب ہے۔ مال دار بالغ اولاد اور باقی گھر والے اپنا صدقہ خود ادا کریں۔ البتہ ان کا وکیل بن کر صدقہ وزکوٰۃ وغیرہ ادا کرنا درست ہے اور اگر کسی شخص نے بغیر ایک دوسرے کی اجازت کے از خود ہی اس کی طرف سے دے دیا تو وہ ''صدقہ نفلیہ'' بن جائے گا اور اصل آدمی پر صدقۃ الفطر بدستور واجب رہے گا۔ اس کو مستقلاً ادا کرنا ضروری ہے۔

عورت شریعت کے مطابق چونکہ اکثر احکام میں مرد کی طرح مستقل شخصیت وحیثیت کی مالک ہے۔ چنانچہ نقد اور غیر نقدی مال وغیرہ کے جمع اور خرچ میں اس کی ملکیت وحیثیت بھی مستقل ہے۔ لہٰذا اس پر صرف اپنی ذات کی طرف سے صدقہ دینا واجب ہے، اپنے شوہر اور اولاد کی طرف سے نہیں! اور اگر گھر میں صرف اس کے خاوند نے صدقہ ادا کیا تو اس سے عورت پر واجب شدہ صدقہ ادا نہیں ہوگا بلکہ اسے بہر حال اپنی زکوٰۃ، عشر اور قربانی کی طرح اپنا یہ صدقۃ الفطر بھی خود ہی براہ راست لازماً ادا کرنا پڑے گا ورنہ وہ گناہ گار ہوگی۔

صدقہ فطر میں پونے دو کلو گندم (احتیاطاً دو کلو) یا گندم کا آٹا یا ساڑھے تین کلو جَو (احتیاطاً چار کلو) یا جَو کا آٹا اور ستو یا چار کلو کھجور یا کشمش یا ان کی قیمت حاضر نرخ کے مطابق دینا واجب ہے۔ فقراء کی ضرورت کے لحاظ سے نقد پیسے دینا اولیٰ اور بہتر ہے تاکہ وہ غریب خود بھی کچھ خرید کر عید کی خوشی میں براہ راست حصہ دار بن سکے۔

نمازِ عید سے قبل صدقہ فطر ادا کرنا افضل اور مستحب ہے اور عید سے ایک دو روز قبل بھی ادا کرنا جائز ہے۔

صدقہ فطر کے مستحق......غیر مستحق:

رشتہ داروں میں حقیقی دادا، دادی، ماں، باپ، نانا، نانی، بیٹا، بیٹی، پوتا، پوتی، نواسہ، نواسی میں سے کسی کو بھی صدقہ فطر اور زکوٰۃ دینا جائز نہیں۔ ایسے ہی شوہر، بیوی ایک دوسرے کو صدقہ فطر نہیں دے سکتے۔ اس کے علاوہ دیگر محتاج ومسکین عزیز واقارب میں سے سوتیلے دادا، دادی، سوتیلے ماں، باپ، حقیقی چچا، چچی، پھوپھا، پھوپھی، ماموں، ممانی، خالو، خالہ، حقیقی بھائی، بہن، بھتیجا، بھتیجی، بھانجا، بھانجی، اپنے سسر، ساس، سالہ، سالی اور بہنوئی سب کو زکوٰۃ وعشر کی طرح صدقۃ الفطر دینا جائز ہے۔

سادات قریش کی پانچ شاخوں کو صدقہ فطر سمیت تمام صدقات واجبہ، زکوٰۃ وعشر دینا جائز نہیں۔

حضور ﷺ کے ارشاد کے مطابق ''تمام صدقات، محمد اور آل محمد ﷺ کے لیے حلال نہیں۔ سادات بنو ہاشم کی پانچ شاخیں یہ ہیں (1) آل علی (2) آل عباس (3) آل جعفر (4) آل عقیل (5) آل حارث (حضور ﷺ کے سب سے بڑے سوتیلے چچا حارث بن عبدالمطلب کی اولاد)

عید کے دن مسنون اعمال:

(1) شرع کے موافق اپنی آرائش کرنا (2) غسل کرنا (3) مسواک کرنا (4) حسب استطاعت کپڑے پہننا (5) خوشبو لگانا (6) صبح کو جلدی اٹھنا (7) عیدگاہ میں جلدی جانا (8) عیدگاہ جانے سے پہلے کوئی میٹھی چیز کھانا کھجور یا چھوارے کے طاق دانے کھانا مستحب ہے (9) نماز عید سے پہلے صدقہ فطر ادا کرنا (10) عید کی نماز عیدگاہ میں پڑھنا (بہ عذر شرعی شہر کی مسجد میں پڑھنا) (11) ایک راستہ سے عیدگاہ جانا اور دوسرے راستہ سے واپس آنا (12) عیدگاہ جاتے ہوئے راستہ میں **اللّٰہ اکبر ، لا الہ الا اللّٰہ واللّٰہ اکبر ، اللّٰہ اکبر وللّٰہ الحمد** آہستہ آہستہ کہتے ہوئے جانا۔ (سواری کے بغیر پیدل عیدگاہ جانا)

نماز عید کے احکام:

نماز عید کا وقت طلوع آفتاب یعنی اشراق کی نماز کے وقت کے ساتھ ہی شروع ہوجاتا ہے۔ اور زوال سے پہلے تک رہتا ہے۔ نماز عید سے قبل کوئی بھی نفل نماز گھر یا مسجد میں پڑھنا مکروہ ہے۔ یہ حکم عورتوں اور ان لوگوں کے لیے بھی ہے جو کسی وجہ سے نماز عید نہ پڑھ سکیں۔ نماز عید سے پہلے نہ اذان کہی جاتی ہے، نہ اقامت۔ یہ خلاف سنت اور بدعت ہے۔

طریقہ نماز:

دو رکعت نماز عید واجب مع چھے تکبیرات زائدہ کی نیت کرکے امام کے ساتھ پہلی تکبیر پر ہاتھ باندھ کر **سبحانک اللّٰھم** آخر پڑھ لیں۔ پھر دوسری اور تیسری تکبیر پر ہاتھ اٹھا کر چھوڑ دیں اور چوتھی تکبیر پر ہاتھ باندھ لیں، اب امام سورۃ فاتحہ اور کوئی دوسری سورۃ پڑھ کر پہلی رکعت مکمل کرے گا۔ دوسری رکعت میں امام جب فاتحہ اور کوئی سورۃ پڑھ لے تو اس کے ساتھ تینوں تکبیرات میں ہاتھ اٹھا کر چھوڑ دیں اور چوتھی تکبیر پر بغیر ہاتھ اٹھائے رکوع کرلیں۔ پھر باقی ارکان سمیت نماز پوری کرلیں۔ بعد از نماز حسبِ دستور دعا بھی مانگ لیں۔

خطباتِ عید:

نماز کے بعد دو خطبات سنت ہیں، انہیں خاموشی اور توجہ سے سننا چاہیے۔

جبری معانقہ و مصافحہ:

خطبہ کے بعد امام کو مصلّیٰ سے ہٹ کر ایک طرف ہوجانا چاہیے تاکہ لوگ آسانی سے منتشر ہوجائیں، اسی طرح نمازیوں کا ایک دوسرے کو یا امام کو سلام اور مصافحہ و معانقہ کرنا اور عید کی مبارک باد دینا بھی ثابت نہیں۔ گردنیں پھلانگنا، جلدی اور تیزی سے لپکنا اور جبری معانقہ و مصافحہ، سلام اور مبارک باد دینے کی کوشش کرنا قطعاً غلط اور خلافِ سنت اور بدعت ہے۔ اس غیر مسنون عمل سے بچنے کی سعی کرتے رہنا چاہیے۔

سیدۂ عالم

اُم المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا

شاہ بلیغ الدین

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ...... بیٹی! کیا تم اس بات کو پسند کرتی ہو جس کو میں پسند کرتا ہوں۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا کہ...... جی ہاں! تاریخ اور حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا ہر اس چیز سے محبت کرتی تھیں جس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم محبت کرتے تھے۔ چنانچہ صحیح بخاری میں ایک واقعہ ہے کہ ایک دن حضرت ختمی مرتبت صلی اللہ علیہ وسلم ان کے گھر تشریف لے گئے لیکن دروازے تک پہنچ کر رک گئے اور پھر الٹے پاؤں لوٹ گئے۔ اتنے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی اپنے گھر پہنچ گئے۔ یہ بات کہ اللہ کے رسول گھر تک آئے اور گھر میں داخل نہ ہوئے۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو بھی معلوم ہوگئی تھی۔ انھوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اس کا تذکرہ کیا۔ یہ سن کر دونوں اسی وقت جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے اور بڑے ادب سے آپ کے لوٹ جانے کی وجہ پوچھی۔ اگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہ میں سے کسی کو بھی یہ معلوم ہوتا کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کسی بات پر ناراض ہیں تو ان کی نگاہوں میں دنیا تاریک ہو جاتی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے لیے تو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی ناراضی اور بھی معنی رکھتی تھی۔ اس لیے ایک لمحہ ضائع کیے بغیر دونوں نے چاہا کہ جو غلطی یا سہو ان کے گھرانے سے ہوا ہے اسے فوری دور کر دیں۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ...... میں نے تمہارے گھر کے دروازے پر ریشمی پردہ لٹکا ہوا دیکھا تو لوٹ آیا کہ...... مجھے دنیا سے کیا مطلب؟ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے لیے اور اپنے اہل وعیال کے لیے سادہ زندگی کو پسند فرمایا تھا۔ حضرت علیؓ اور حضرت فاطمہؓ نے کہا...... آپ ہمیں حکم دیں کہ ریشمی پردے کے بارے میں آپ کیا چاہتے ہیں۔ ارشاد ہوا کہ...... اسے فلاں شخص کے گھر والوں کے پاس بھیج دو۔ وہ ضرورت مند ہیں۔ مطلب تھا کہ وہ اسے بیچ کر اپنی ضرورت پوری کرلیں گے۔ حضرت فاطمہؓ کونسی ان چیزوں کی دلدادہ تھیں۔ کہیں سے یہ پردہ آ گیا تھا تو اسے کام میں لے آئی تھیں۔ اب معلوم ہوا کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو پسند نہیں تو فوراً اسے اتار کر اللہ کے نام پر دے دیا کہ نبوی تربیت کا تقاضا یہی تھا۔

وہ جو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تھا کہ تم اسے پسند کرو جسے میں پسند کروں۔ اس واقعے کی

تفصیل صحیحین میں ہے۔ امام بخاری کے پاس کتاب الھبہ میں اور امام مسلم کے پاس باب فضائل میں کہ ایک مرتبہ امہات المومنین میں سے کچھ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو آقائے دوجہاں صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھیجا۔ گزارش یہ تھی کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم صحابہٴ کرام سے فرمائیں کہ وہ صرف اُس دن تحفے اور ہدیئے نہ بھیجیں جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس مقیم ہوں بلکہ بلا امتیاز ہر بیوی کی باری کے دن تحفے بھیجا کریں۔ اس بارے میں ایک مرتبہ اس سے پہلے ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بھی گفتگو کر چکی تھیں۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے ازواجِ مطہرات میں سے چند کا یہ پیام اللہ کے رسول کو پہنچایا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ...... اے بیٹی! کیا تم اس بات کو پسند کرتی ہو جسے میں پسند کرتا ہوں۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا۔ جی ہاں یارسول اللہ! تو آپ نے فرمایا کہ...... پھر تم عائشہ سے محبت کرو!

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو حضورِ اکرم محبت سے ''حمیرا'' پکارا کرتے، کبھی ''یا عائش!'' پکارتے۔ ارشاد تھا کہ سوائے ان کے کسی اور کی چادر میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی نہیں اتری۔ امت کی عورتوں کو جتنا علم حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے ملا کسی اور سے نہیں ملا۔ ان کی فضیلت کے لیے یہی ایک بات کیا کم ہے۔ امت مسلمہ کو تیمّم کی سہولت انھیں کی وجہ سے ملی۔ قرآن اُن کی عظمت کی تصدیق کرتا ہے۔ اسی لیے جبرئیل علیہ السلام رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے انھیں سلام کہلواتے۔ امہات المومنین میں کوئی اور نہیں جس نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے برابر حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے علم سیکھا ہو۔ یہی وجہ ہے کہ بڑے بڑے صحابہ رضوان اللہ علیہم قرآن وحدیث پر ان کی نظر کے قائل تھے اور ان سے فقہی مسائل میں مشورہ کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے تبلیغ دین کے لیے انھیں بیوگی کی لمبی عمر دی۔ اس دوران میں جو فیض ملتِ اسلامیہ کو ان کی ذات سے پہنچا وہ ہمیشہ باقی رہنے والا ہے۔ شاید اسی لیے اللہ تعالیٰ نے آسمانوں پر اپنے محبوب رسول سے شادی کی اور انھیں غیر معمولی قرآنی بصیرت سے سرفراز فرمایا۔ عورتوں میں سب سے زیادہ حدیثیں انھیں نے روایت کیں۔ ان کی ادبی شان بھی سب سے جدا ہے۔ ملت کی نئی نسل کو جو تربیت انھوں نے دی اُس کی مثال دنیا کی کوئی عورت پیش نہیں کرسکتی۔ ملت کی علمی اور اخلاقی تربیت کے ساتھ ساتھ وقت آنے پر انھوں نے ملت کی سیاسی رہنمائی کا گراں بہا فریضہ بھی انجام دیا۔ فقہ اسلام کے ایک تہائی سے زیادہ مسائل ان کی وجہ سے حل ہوئے۔ وہ مومن ماں باپ کے گھر میں پیدا ہوئیں اور انھیں کو حشر میں شافع محشر صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ پکڑ کر اٹھنے کا شرف حاصل ہوگا۔ امام بخاری کا کہنا ہے کہ...... جس طرح مردوں میں خاتم المعصومین سب سے افضل ہیں اسی طرح عورتوں میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سب سے افضل ہیں۔

دوسری قسط

حضرت ثُویبہ رضی اللہ عنہا
رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی رضاعی ماں

ڈاکٹر محمد یاسین مظہر صدیقی ندوی

مدتِ رضاعتِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم:

کتبِ سیرت میں رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی رضاعتِ ثویبہ رضی اللہ عنہا کی مدت کا ایک اہم مسئلہ بھی اٹھایا گیا ہے۔ اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اصل رضاعت تو حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا نے اپنے علاقے میں کی تھی۔ ظاہر ہے کہ حضرت والدہ ماجدہ نے یا ان کے بعد حضرت ثویبہ رضی اللہ عنہا نے چند دنوں تک ہی اس کارِ سعادت کو انجام دیا تھا۔ جیسا کہ روایات میں بالعموم اسے ''اَیّاماً'' سے تعبیر کیا گیا ہے۔ ان ایامِ سعادت کی بہر حال تعیین ان میں نہیں ملتی۔ بعد کے سیرت نگاروں اور محققوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ کے ایامِ رضاعت کی مدت کی تعیین کی ہے اور مختلف اقوال اس ضمن میں ملتے ہیں۔ امام حلبیؒ کی تحقیق کے مطابق ایک قول یہ ہے کہ حضور اکرم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ ماجدہ نے رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی رضاعت صرف نو دن کی تھی۔ قضاعی کی ''عیون المعارف'' میں ہے کہ سات دن کی تھی، امتاع مقریزی میں ہے کہ والدہ ماجدہ نے سات ماہ تک دودھ پلایا تھا، پھر حضرت ثویبہ رضی اللہ عنہا نے بہت تھوڑے دنوں تک رضاعت کی تھی: ''ثم ارضعته ثویبة ایاما قلائل''(88/1)، اس بحث میں بھی رضاعت ثویبہ رضی اللہ عنہا کے قلیل دنوں کی تعداد کا ذکر یا تعین نہیں ملتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کی رضاعت کا تعین ضرور ملتا ہے جن میں سے سات ماہ رضاعت والدہ کا خیال صحیح نہیں ہے۔

ان تمام روایات کا ماحصل یہ ہے کہ حضرت ثویبہ رضی اللہ عنہا نے رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی رضاعت کا کام آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ابتدائی رضاعت تک اسے سنبھالے رکھا تھا، وہ مدت بہر حال مختصر تھی اور جن روایات میں چند دنوں کا ذکر آتا ہے وہ صحیح معلوم ہوتے ہیں، ان پر شبہ کی کوئی وجہ نہیں، بہر حال رضاعت کی مدت مختصر یا طویل ہونا اتنا اہم نہیں ہے جتنا رضاعت کا معاملہ کہ اسی سے نسبت و شرف، رضاعی رشتہ کی حرمت اور حضرت ثویبہ رضی اللہ عنہا کی فضیلت و مرتبت کا معاملہ طے ہوتا ہے جو اصل مرکز بحث ہے، یہ عقدہ تقریباً لاینحل ہی لگتا ہے کہ حضرت ثویبہ نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مستقل رضاعت کیوں نہیں کی، غالباً ان کے پاس حضرت مسروحؓ کے علاوہ ایک اور رضاعی فرزند بھی تھے اور صرف ان دونوں ہی کے لیے ان کا دودھ کافی تھا بیک وقت تین فرزندوں کی رضاعت مشکل تھی۔

۴۔حضرت ابوسلمہ بن عبدالاسد مخزومی رضی اللہ عنہ کی رضاعتِ ثویبہ رضی اللہ عنہا:

گزشتہ احادیث واخبار سے یہ واضح اور ثابت ہوتا ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی رضاعت کے بعد حضرت ثویبہ رضی اللہ عنہا نے ایک اور صحابی جلیل اور قریشی نوجوان ابوسلمہ بن عبدالاسد مخزومی رضی اللہ عنہ کی رضاعت کی تھی، اس تیسری رضاعت میں کئی اہم جہات ہیں جن کی وضاحت بہت ضروری ہے:

ایک یہ کہ حضرت ثویبہ رضی اللہ عنہا کے پہلے تین رضاعی فرزندوں کا تعلق قریش کے خاندان بنو ہاشم سے ہے، ابولہب ہاشمی کے رشتہ وتعلق سے یہ سمجھ میں آتا ہے کہ اس نے پہلے اپنے بھائی حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ بن عبدالمطلب کی ولادت کے بعد خوشی کے مارے اپنی باندی کو ان کی رضاعت کے لیے مقرر کردیا تھا، اگرچہ روایات میں ایسا کوئی قرینہ نہیں ملتا، دوسرے ہاشمی نومولود حضرت ابوسفیان بن حارث ہاشمی کی رضاعت حضرت ثویبہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں ایسا کوئی حوالہ نہیں ملتا ہے۔ چار سال یا دو سال کے بعد ابولہب ہاشمی نے اپنے یتیم دریتیم بھتیجے حضرت محمد بن عبداللہ ہاشمی صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کے بعد دوبارہ مسرت وانبساط کے ساتھ پھر اپنی باندی حضرت ثویبہ رضی اللہ عنہا کو رضاعتِ نبوی کے لیے متعین کردیا تھا۔

دوسری اہم جہت یہ ہے کہ حضرت ابوسلمہ بن عبدالاسد رضی اللہ عنہ کی رضاعت کے لیے حضرت ثویبہ رضی اللہ عنہا کی خدمات کیوں کر حاصل کی گئیں، وہ تو ہاشمی نہ تھے بلکہ مخزومی تھے۔ ظاہر ہے کہ ابولہب ہاشمی کی مرضی کے بغیر وہ رضاعت نہیں کرسکتی تھیں۔ حضرت ابوسلمہ عبداللہ بن عبدالاسد مخزومی رضی اللہ عنہ کے باب میں بھی ہاشمی نسبت ملتی ہے اور وہ مادری ہے۔ ان کی والدہ ماجدہ برہ بنت عبدالمطلب ہاشمی تھیں اور وہ ابولہب ہاشمی کی بہن تھیں۔ اگرچہ وہ دوسری ماں فاطمہ بن عمر مخزومی سے تھیں۔ اس ضمن میں دو باتیں بہت اہم ہیں۔ جناب برہ بنت عبدالمطلب ہاشمی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے والد ماجد عبداللہ اور ان کے دو حقیقی بھائیوں زبیر اور ابوطالب کی حقیقی بہن تھیں۔ جب کہ ابولہب ہاشمی کی ماں لبنیٰ بنت ہاجر خزاعی تھیں مگر جناب برہ مخزومی خاندان میں بیاہی گئی تھیں۔ بہرحال مخزومی ہونے کے باوجود حضرت ابوسلمہ بن عبدالاسد رضی اللہ عنہ ابولہب کے بھانجے تھے اور غالباً اسی رشتے کے لحاظ سے ان کی رضاعت کے لیے ماموں نے حضرت ثویبہ رضی اللہ عنہا کو از راہِ مسرت مقرر کیا تھا مگر ان کی یہ تقرری عرب اور قریش روایات کے خلاف جاتی ہے کہ ان کے مطابق رضاعت وپرورش پدری خاندان کرتا تھا۔ (تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو خاکسار کی کتاب: عبدالمطلب ہاشمی۔ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دادا، دہلی 200، لاہور 2005ء، 44۔45؛ اسدالغابہ 3/؛ اصابہ نمبر 4783؛ بلاذری 1/ 88، 207، 429 وغیرہ)

وقت ومدت رضاعتِ حضرت ابوسلمہ مخزومی رضی اللہ عنہ:

تیسری یا ایک اور جہت اس رضاعت کی یہ ہے کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے کتنے عرصے بعد حضرت ثویبہ رضی اللہ عنہا نے حضرت ابوسلمہ مخزومی رضی اللہ عنہ کو دودھ پلایا تھا۔ حضرت حمزہ ہاشمی رضی اللہ عنہ کے بارے میں جس طرح چار سال یا دو سال قبل کی صراحت ملتی ہے، ویسی کوئی صراحت حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کی رضاعت کے بارے میں نہیں ملتی۔ محققین سیرت وحدیث نے اس معاملہ پر زیادہ تر سکوت کو ترجیح دی ہے۔ بہرحال حضرت ابوسلمہ مخزومی رضی اللہ عنہ کی عمر

کی تعیین کے ساتھ اس کا جواب بھی حاصل کیا جاسکتا ہے لیکن مآخذ سیرت وحدیث میں بالعموم ان کی عمروسن کے بارے میں خاموشی ہی ملتی ہے۔ یہی صورت حال حضرت ابوسفیان بن حارث ہاشمی کی دوسری رضاعت حضرت ثویبہ رضی اللہ عنہا کے باب میں نظر آتی ہیں۔ ان کے ہم عمر نبوی ہونے کی روایت سے خیال ہوتا ہے کہ وہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ قبل حضرت ثویبہ رضی اللہ عنہا کی رضاعت میں دیئے جاچکے تھے۔ لہٰذا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی رضاعتِ ثویبہ رضی اللہ عنہا عارضی رہی۔

رضاعتِ حضرت جعفرؓ بن ابی طالب:

مؤرخ یعقوبی (احمد بن ابی یعقوب، بعدم 315/927) نے اس باب میں ایک نئی خبر فراہم کی ہے۔ انھوں نے مذکورہ بالا تین ہاشمی کے ساتھ ساتھ چوتھا نام حضرت جعفر بن ابی طالب ہاشمی کا حضرت ابوسلمہ سے قبل بڑھایا ہے ''فکان اوّل لبن شربة بعدامه لبن ثویبة مولاة ابی لهب وقدارضعت ثویبة هذه حمزة بن عبدالمطلب وجعفر بن ابی طالب واباسلمة بن عبدالاسد المخزومی...... '' (تاریخ یعقوبی، 9/2)

حضرت جعفرؓ بن ابی طالب رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے عمر میں تقریباً بیس سال چھوٹے تھے۔ جیسا کہ ماہرین کا بیان ہے، ان کی پیدائش اور رضاعتِ ثویبہ کا زمانہ 591ء کا واقعہ ہے۔ جب رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بیس سال کے جوانِ رعنا اور قریش کی ایک نمایاں شخصیت بن چکے تھے۔ اسی طویل عرصے میں حضرت ثویبہ رضی اللہ عنہا ایک عظیم الشان مرضعہ کی حیثیت سے نمایاں نظر آتی ہیں۔

حضرت عبداللہ بن جحش اسدی خزیمی رضی اللہ عنہ کی رضاعتِ ثویبہ رضی اللہ عنہا:

سیرت کی ایک ہی روایت میں رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دو رضاعی برادروں حضرات حمزہ بن عبدالمطلب ہاشمی اور ابوسلمہ عبداللہ ابن عبدالاسد مخزومی رضی اللہ عنہما کا ذکر رضاعتِ ثویبہ رضی اللہ عنہا کے حوالے سے مجموعی طور سے آتا ہے۔ یعقوبی کی ایک شاذ روایت میں مذکورہ بالا تینوں فرزندان رضاعی کے ساتھ ایک اور رضاعی فرزند حضرت جعفرؓ بن ابی طالب کے ذکر کی وجہ سے ان کی تعداد چار ہو جاتی ہے۔ بعض انفرادی روایات سیرت اور احادیث نبوی میں ان کی انفرادی رضاعتِ ثویبہ رضی اللہ عنہا کے بعض اور رضاعی فرزندوں کا ذکر بھی خاص اہتمام سے کیا گیا ہے، ان میں سے ایک عبداللہ بن جحش اسدی خزیمی رضی اللہ عنہ بھی ہیں۔ جدید سیرت نگاروں میں مولانا مودودیؒ نے لکھا ہے کہ ''ابن سعد اور ابن ہشام کا بیان ہے کہ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ (ام المومنین حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے بھائی) نے بھی اسی (ثویبہ رضی اللہ عنہا) کا دودھ پیا تھا۔ اس لیے یہ حضرات حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے رضاعی بھائی تھے۔'' (سیرت سرور عالم 1/ 95-96؛ مولانا محترم نے دونوں مآخذ کے باقاعدہ حوالے نہیں دیئے ہیں، نہ ان کے مرتبین کرام نے) ابن ہشام کے مرتبین کرام نے بھی اسی طرح حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ کی رضاعتِ ثویبہ رضی اللہ عنہا کا ذکر کیا ہے اور اپنے مراجع میں مولانا مودودی کی مانند عمومی حوالہ مآخذ دیا ہے اور اس میں کئی اور کتابوں کا ذکر ہے، جیسے طبری،

الروض، الانف، الاستیعاب، شرح المواہب'' (ابن ہشام 1/161 حاشیہ محققین۔6)، امام سہیلی کا بیان بہت اہم ہے:

''وارضعته. علیه السلام. ثویبة قبل حلیمة، وارضعته وعمه حمزة وعبدالله بن جحش......'' الخ۔

حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ کا پدری نسب تو بنوخزیمہ کے خاندان بنواسد سے تھا۔ کیوں کہ ان کے والد جحش بن ریاب براء اسدی کا اسی سے تعلق تھا لیکن وہ مکہ مکرمہ میں آ کر بس گئے تھے اور بنوامیہ بن حرب/بنوعبد مناف کے حلیف بن گئے تھے اور شادی بنوہاشم میں کی تھی، ان کی زوجہ اور حضرت عبداللہ بن جحش اسدی رضی اللہ عنہ کی والدہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک دوسری پھوپھی حضرت امیمہ بنت عبدالمطلب ہاشمی تھیں۔ اسی لحاظ سے وہ مادری نسب پر ہاشمی بھی تھے۔ غالباً اسی رشتہ کے سبب بنوہاشم میں ان کا مقام ومرتبہ تھا اور وہ بھی ابولہب ہاشمی کے ایک اور بھانجے لگتے تھے، ان کی رضاعتِ ثویبہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں کسی نے بھی ابولہب کی رشتہ داری وغیرہ کا ذکر نہیں کیا ہے۔ ظاہر ہے اس کا انتظام ان کے والد نے کیا تھا۔ (بلاذری 1/88 وغیرہ نیز ''عبدالمطلب ہاشمی......''؛ اسدالغابہ 3/؛ اصابہ نمبر 4583)

رضاعتِ حضرت ثویبہ رضی اللہ عنہا کا مقام ومرتبہ:

حضرت ثویبہ رضی اللہ عنہا کی سعادت وشرف کے لیے کافی تھا کہ انھوں نے رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی رضاعت کی تھی، لیکن سماجی اعتبار سے اور تاریخی پس منظر میں یہ حقیقت اور بھی اہم ہو جاتی ہے کہ انھوں نے عام روایات سیرت وحدیث کے مطابق کم از کم چار پانچ اکابر قریش اور یعقوبی کی شاذ، جو ایسی شاذ بھی نہیں ہے۔ روایت کے مطابق چھے فرزندانِ قریش کی رضاعت کا فریضہ انجام دیا تھا، زمانی توقیت کے لحاظ سے ان کی رضاعت کم از کم چار زمانوں پر مشتمل نظر آتی ہے:

- ☆ سب سے پہلے معلوم روایات کے مطابق انھوں نے حضرت حمزہ بن عبدالمطلب ہاشمی رضی اللہ عنہ کی رضاعت کی تھی۔ وہ ابولہب ہاشمی کے چھوٹے بھائی تھے اور عمر میں ان کے فرزند کے برابر۔ رضاعت کا یہ زمانہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے چار سال قبل کا ٹھہرتا ہے یعنی 567ء کے قریب۔
- ☆ رضاعتِ ثویبہ رضی اللہ عنہا سے مستفید ہونے والے دوسرے ہاشمی حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ مغیرہ بن حارث بن عبدالمطلب تھے، وہ ابولہب ہاشمی کے بھتیجے تھے کہ ان کے سب سے بڑے بھائی حارث مرحوم کے فرزند تھے، وہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم عمر (تِرْباً) بتائے جاتے ہیں لیکن ان کی رضاعتِ ثویبہ رضی اللہ عنہا کا زمانہ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے بعد اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے کا بتایا گیا ہے۔ بہرحال اس کا امکان ہے کہ ان کی رضاعت حضرت ثویبہ رضی اللہ عنہا نے رضاعت نبوی کے ساتھ کی ہو۔
- ☆ تیسرے ہاشمی رضاعی فرزند حضرت ثویبہ رضی اللہ عنہا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تھے اور وہ بھی اپنے چچا ابولہب ہاشمی کے محبوب اور یتیم بھتیجے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رضاعت کا زمانہ پہلے دو ہاشمی حضرات کے بعد کا ہے اور ۵۷۱ء میں ولادتِ نبوی کے معاً بعد یعنی 12/ربیع الاوّل عام الفیل کے بعد ایک دو ماہ کا۔ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ثویبہ رضی اللہ عنہا کے فرزند حضرت مسروح رضی اللہ عنہ کے دودھ میں شرکت کی تھی۔

جاری ہے

نعتِ سرورِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم

سید محمد یونس الحسنی مرحوم

میرا پیکر میری ہستی ہے عنایت اُن کی
لاجرم! شاملِ احوال ہے رحمت اُن کی
کیا کہوں گنبدِ خضریٰ کا تقدس لوگو
عرشِ اعلیٰ سے فزوں جائے سکونت اُس کی
مخزنِ جُود و کرم سرورِ کونین کی ذات
رونقِ بزمِ جہاں یاد و عقیدت اُن کی
آج بکھرا ہوا دنیا کا جو شیرازہ ہے
آج بھی چارۂ ہر درد شریعت اُن کی
دیکھنے والے اگر دیدۂ دل سے دیکھیں
لفظِ اسلام میں پنہاں ہے حقیقت اُن کی
میرے ماں باپ میری جان تصدق اُن پر
میرے ہر اَنگ میں رقصاں ہے محبت اُن کی
راحتِ قلب و جگر ناز و وقارِ آدم
میرے ایماں کا نگیں ختمِ نبوت اُن کی
نعت لکھنے کی جو توفیق ملی ہے یونس
بالیقیں اُن کا کرم اور ہے شفقت اُن کی

(مئی 1989ء)

غیر مطبوعہ

غزل

سید عطاء المحسن بخاریؒ

ہوس کو دوں بھی تو میں نام کیا کیا
تراشے اس نے ہیں اصنام کیا کیا

یہ دولت ، عہدہ و سطوت ، حکومت
یہ حسن و عشق کا انجام کیا کیا

بنے ہیں ریت کے ذروں سے ایواں
مٹے ہیں نامیوں کے نام کیا کیا

وجوبِ واجب و امکانِ ممکن
ہوس کو ہے ابھی ابہام کیا کیا

مقام صدق و حق اصلاً یقیں ہے
تمہیں بتلائے اور الہام کیا کیا

بہ شاعر ، حاکم و مُلّا نظر کن
بنائے فکر کے اہرام کیا کیا

چھڑا کے تجھ سے وہ مکہ مدینہ
دلائے تجھ کو ابراھام کیا کیا

''ہوس کو ہے نشاطِ کار کیا کیا''
بہ مفلس کیسۂ الزام کیا کیا

(4/فروری 1992ء۔ بدھ)

شام جھانکتی ہوئی

ذوالکفل بخاری*

پہر پہر روزنوں کی اوٹ سے تمام دن
شام جھانکتی ہوئی
فصیل و بامِ شہرِ شب کو روندتی پھلانگتی
شام جھانکتی ہوئی
لہر لہر تیرگی میں ڈوبتی چلی گئی
ابھر کے موج ہو گئی
دبک کے برف بن گئی
بہی تو حرف بن گئی
شام جھانکتی ہوئی
پسِ نقابِ شام سب ستارگاں شریر سے
کچھ پناہ گیر سے
تیرہ تار آنگنوں میں
جھانکنے کی کوششوں میں
فرطِ اضطراب سے
ساغرِ حجاب سے
یک بیک چھلک پڑے
ٹوٹ کر بکھر گئے
تو آنگنوں کے آس پاس
اَن کہی کہانیوں کے
بے شمار سایہ دار سے شجر
پھیلتے چلے گئے
شام پھیلتی گئی
کہانیوں کے سائے میں
غنودگی کے جگنوؤں کی آب و تاب کھو گئی
تو سائے گہرے ہو گئے
جھانکیوں کی گودیوں میں جھوٹ موٹ سو گئے
جھانکیاں جوان ہیں
کہانیاں جوان ہیں
سائے بھی جوان ہیں
شام بھی جوان ہے
شام جھانکتی ہوئی

* استاذ مرکز اللغۃ الانجلیزیۃ، جامعہ اُم القریٰ، مکہ مکرمہ

دہشت گردی

طاہر جمیل*

یہ دہشت گرد جو لپٹے ہیں
مردہ ماؤں کے سینے سے
اب دور کرو سنگینوں سے
یہ بے حس بیوہ چھاتی پہ
دو خون اگلتی آنکھیں ہیں
اور لرزاں لرزاں ہونٹوں پہ
اک دودھ کا باسی قطرہ ہے
یہ مستقبل کا خطرہ ہے
لو غور کرو یہ ابھی ابھی
ملبے میں دبی
اک چیخ اس دہشت گرد کی ہے
جو تھام کے انگلی بابا کی
چلنے کی کوشش کرتا تھا
یہ پھول بھی کتنا نازک تھا
جو تتلی سے بھی ڈرتا تھا
کس دہشت گرد کا لاشہ ہے
یہ اک مکتب کے رستے میں
اس دہشت گرد کے بستے میں
سامانِ دہشت گردی ہے
کچھ کاغذ اور کتابیں ہیں
اک پینسل ہے، اک ٹافی ہے، کچھ بسکٹ ہیں
بوتل میں ٹھنڈا پانی ہے
اور پل میں ختم کہانی ہے
دھرتی کے خداؤ بتلاؤ
کیوں ہنستے بستے گلشن میں
بارود کی بارش کرتے ہو
کیا خوشبو دہشت گردی ہے
کیا آنسو دہشت گردی ہے
تم کہتے ہو
اس جبر اور ہُو کے عالم میں
کچھ کہنا دہشت گردی ہے
ہم کہتے ہیں،
اس عالم میں چپ رہنا دہشت گردی ہے

* آبائی مسکن شیخوپورہ تھا۔ لیکن کئی سال ہوئے کہ وہ لاہور میں اُٹھ آئے تھے۔ جمعہ 24 / جولائی 2009ء کی صبح، جدہ میں بعمر 56 سال وفات پائی۔ وہاں ایک ریسٹورنٹ میں معمولی ملازمت کرتے تھے۔

بھائی کی موت پر

شیخ حبیب الرحمٰن بٹالوی

آہ! رخصت ہوئے دنیا سے عزیزالرحمٰن
غمزدہ آج ہے فرحان ، فسردہ سلمان
بھائی کی موت پہ ہے بھائی دکھی اور ملول
غم سے غمناک ہوئی چشمِ حبیب الرحمٰن
زندگی اُن کی تھی بس حُسنِ عمل ، حُسنِ یقیں
نیک دل ، پاک نظر ، صاحبِ علم و عرفان
ہر نفس اُن کا تھا آیات کے سانچے میں ڈھلا
راہرو ایسے تھے وہ ، جن کا تھا رہبر قرآن
پیروِ سنت ِ سرکار دو عالم ہر پل
عامل و تابعِ فرمانِ الٰہی ہر آن
ایک مؤمن تھے وہ افکار سے کردار تلک
وہ نہیں ہیں تو نظر آتی ہے دنیا ویران
حشر میں اُن کو محمد کی شفاعت ہو نصیب
مغفرت اُن کی ، کرے ربِ رحیم و رحمٰن
روح اُن کی رہے فردوس میں مانندِ گلاب
اُن کا مرقد بھی بنے ”تربتِ فردوس نشان“
میرے مولا! میرے بھائی کے ہوں درجات بلند
تیری درگہ میں دعا گو ہے حبیب الرحمٰن

اسلام آباد میں برطانوی باشندے کا غیر قانونی فوجی ٹریننگ سینٹر

سیف اللہ خالد

اسلام آباد میں غیر ملکی شہریوں کی یلغار اور ان کی مشکوک سرگرمیوں نے متعلقہ اداروں کو چوکنا کر دیا ہے۔ وزارتِ داخلہ نے گزشتہ روز ایک خط میں آئی جی اسلام آباد سے کہا ہے کہ وہ اسلام آباد کے مہنگے اور حساس سیکٹروں میں غیر ملکیوں کی دھڑا دھڑ آباد کاری کا نوٹس لیں اور اس حوالے سے مکمل تحقیقات کے بعد اپنی رپورٹ پیش کریں۔ اس حوالے سے بعض ذرائع کا یہ بھی دعویٰ ہے کہ غیر ملکی شہریوں کی تعداد میں یہ تشویشناک اضافہ گزشتہ دو سے تین ماہ میں ہوا اور تقریباً تین سو غیر ملکیوں نے، جن میں زیادہ تعداد اسرائیلی اور برطانوی شہریوں کی ہے، مہنگے کرائے کے مکانات حاصل کر لیے ہیں۔ دلچسپ امر یہ ہے کہ ان مکانات کا کرایہ ڈالرز اور پونڈز میں ادا کیا جاتا ہے اور یہ تمام گھر ایک نجی سکیورٹی ایجنسی نے کرایہ پر لے کر دیئے ہیں۔ ایک اطلاع کے مطابق بعض جگہ پر مقامی لوگوں نے شکایت کی ہے کہ ان مکانات میں کوئی نہیں رہتا۔ البتہ رات کے وقت مشکوک قسم کی سرگرمیوں، گاڑیوں کی آمد و رفت اور چیزیں اتارنے چڑھانے کی آوازیں آنے کے سبب خوف پایا جاتا ہے۔ اس سلسلے میں اسلام آباد پولیس کو وزارت داخلہ نے تحقیقات کا حکم دے دیا ہے۔ دوسری طرف اسلام آباد میں ایک اور خوفناک اسکینڈل سامنے آیا ہے کہ ایک نجی سکیورٹی ایجنسی جس کا صدر دفتر ایف 6 سیکٹر کے حساس علاقے میں واقع ہے۔ پاک آرمی کے ایس ایس جی سے تعلق رکھنے والے ریٹائرڈ جوانوں، جے سی اوز، این سی اوز اور ریٹائرڈ افسروں کو بھرتی کرتی ہے، جنھیں غیر ملکی تربیت دیتے ہیں۔ ''امت'' کی تشویش اور تحقیق کا آغاز 2/ اگست کے ایک قومی روزنامہ میں شائع ہونے والے اشتہار سے ہوا۔ جس میں پاک فوج سے ریٹائرڈ ہونے والے ایس ایس جی کے لوگوں کو پُرکشش تنخواہ کا لالچ دیا گیا تھا۔ اس سلسلے میں رابطہ کرنے پر یہ انکشافات سامنے آئے کہ مذکورہ کمپنی خود ایس ایس جی کے ایک ریٹائرڈ کیپٹن زیدی چلا رہے ہیں۔ جن کا اعلیٰ حلقوں میں اثر و رسوخ بہت زیادہ ہے۔ اس دوران ''امت'' کا اپنے ذرائع سے وہاں موجود ایس ایس جی کے ایک ریٹائرڈ جے سی او سے رابطہ ہوا، جو تربیت حاصل کرنے کے بعد ڈیوٹی کا منتظر تھا۔ ''امت'' سے تھوڑی سی بات چیت کے بعد سابق کمانڈو نے انکشاف کیا کہ وہ اپنی ضروریات کے حوالے سے پریشانی کے سبب یہ نوکری کر رہا ہے ورنہ اسے کمپنی کے معاملات مشکوک دکھائی دیتے ہیں۔ کمانڈو سے دستیاب معلومات کو جب دیگر ذرائع سے چیک کیا گیا اور کمپنی کے رواتِ میں واقع تربیتی مرکز کے قریب ایک بظاہر موٹر ورکشاپ کا چکر لگایا گیا تو صورتحال واضح ہوگئی کہ مذکورہ سکیورٹی ایجنسی دراصل ایک غیر ملکی مافیا کا حصہ ہے جسے ایک برطانوی شہری میتھیو چلا رہا ہے۔

میتھیو کے بارے میں معلوم ہوا ہے کہ اس کا تعلق برطانوی فوجی کمانڈوز کے ادارے ایس اے ایس سے ہے۔ ذرائع جو بعض تحفظات اور خوف کے سبب نام ظاہر نہیں کرنا چاہتے ان سے دستیاب تفصیلات اور ذاتی طور پر تربیتی مرکز کو دیکھنے کے بعد جو معلومات سامنے آئی ہیں، ان کے مطابق اخبار میں اشتہار اور کیپٹن زیدی کے ذاتی روابط کے ذریعے امیدوار سیکٹر F/6 میں اکٹھے کیے جاتے ہیں۔ اس کے بعد ان کے تحریری امتحان، جسمانی ٹیسٹ وغیرہ لے کر انھیں ایک کڑے انتخاب سے گزرا جاتا ہے۔ ذرائع نے بتایا کہ مارچ 2009ء میں بھی اس طرح کے ایک اشتہار کے ذریعے 100 افراد کو بھرتی کیا گیا تھا۔ وہ مختلف جگہوں پر اس نجی سکیورٹی کمپنی کی یونیفارم پہن کر ڈیوٹی کرتے رہے۔ بعدازاں ان میں سے 42 افراد کو منتخب کر کے 10 جولائی سے تربیت کا آغاز کیا گیا جو 30 جولائی تک جاری رہی۔ یہ تربیت اسلام آباد سے 14 کلومیٹر دور جی ٹی روڈ پر واقع رواۃ انڈسٹریل اسٹیٹ میں دی جاتی ہے۔ ذرائع نے بتایا کہ بھرتی شدہ افراد کو بڑی گاڑیوں میں بھر کر سیکٹر F/6 میں کمپنی کے ہیڈ کوارٹرز سے رواۃ لے جایا گیا۔ وہ انڈسٹریل ایریا میں کارا ینڈ کرافٹ آٹو موبائل ورکشاپ میں ٹھہرے اور اس جگہ انھیں تربیت دی گئی۔

تربیت حاصل کرنے والے ایک صاحب نے بتایا کہ انھیں ٹریننگ دینے والے 5 سے 6 افراد میں میتھیو اور اس کے 4 برطانوی ساتھی شامل ہیں۔ جبکہ ایک بھارتی باشندہ بھی تربیت دینے والی ٹیم کا حصہ ہے۔ یہ لوگ شلوار قمیض پہنتے ہیں اور انھوں نے داڑھیاں بھی رکھی ہوئی ہیں۔

30/ جولائی تک تربیت حاصل کرنے والے بیچ کو 31/ جولائی کو صوبہ سرحد روانہ کر دیا گیا۔ جہاں انھیں برطانوی قونصلیٹ سے رابطہ کرنے کو کہا گیا ہے۔ جبکہ قریباً اتنے ہی افراد پر مشتمل ایک دوسرا بیچ بھی اگست کے آغاز سے تربیت شروع کر چکا ہے۔ تربیت دینے والی اس ٹیم کا سربراہ میتھیو برطانوی فوج سے ریٹائرمنٹ کے بعد کابل میں امریکی نجی دہشت گرد فورس بلیک واٹر کا حصہ رہا ہے۔ بعدازاں یہ ایک این جی او سے وابستہ ہو کر فاٹا آ گیا اور ان دنوں رواۃ میں ایک تربیتی مرکز چلا رہا ہے۔ ذرائع کا کہنا ہے کہ یہ سیٹ اپ بھی بلیک واٹر کا ہی ایک حصہ ہو سکتا ہے یا اسی طرح کا کوئی اور نیٹ ورک ہے جس میں شامل ہونے والے لوگوں کو دورانِ ٹریننگ 16 ہزار، بعد میں 40 ہزار تنخواہ اور دیگر سہولیات دی جاتی ہیں۔ ایک تربیت یافتہ کمانڈو نے بتایا کہ انٹرویو کے دوران اس سے پوچھا گیا کہ کیا وہ غیر ملکیوں کے ساتھ رہنا اور کھانا پینا پسند کرتا ہے۔ اگر اس کی ڈیوٹی کے دوران نماز کا وقت آ جائے اور نماز پڑھنے نہ دی جائے تو اس کا ردّ عمل کیا ہوگا۔ کیا اس نے کبھی مجاہدین کے ساتھ کام کیا ہے۔ تربیت یافتہ کمانڈو نے بتایا کہ انٹرویو اور ٹیسٹ کے وقت کیپٹن زیدی کے ساتھ ساتھ برطانوی اور امریکی افسران بھی موجود ہے۔ منتخب ہونے والوں کو لال مسجد کے قریب ایک ریسٹ ہاؤس میں بلایا گیا۔ بعد میں ایک نزدیکی ہوٹل میں جمع کر کے انھیں رواۃ پہنچا دیا گیا۔ یہاں کسی کو بھی نماز پڑھنے کی اجازت نہیں دی جاتی تھی۔ ذرائع نے بتایا کہ سکیورٹی گارڈ کے طور پر بھرتی کیے گئے ان لوگوں کو چھاپہ مارنے، گھات لگا کر حملہ کرنے، چھوٹے ہتھیاروں سے ہدف کو نشانہ بنانے اور دھماکہ خیز مواد کے استعمال کی تربیت دی گئی اور تربیت میں زیادہ استعمال

ماڈرن ٹیکنالوجیز کا ہوا۔ ذرائع کے مطابق انھیں سب سے پہلے ایسی فلمیں دکھائی گئیں جن میں لال مسجد آپریشن، پاکستان کا پرچم جلائے جانے کی فوٹیج اور دیگر ایسی فوٹیج دکھائی گئیں جن میں غیر ملکیوں کے ہاتھوں پاکستانیوں کی تحقیر و تذلیل شامل تھی۔ اس دوران تربیت دینے والے مسلسل ایک بات کا احساس دلاتے رہتے کہ یہ ہوتم پاکستانی۔ کیا حیثیت ہے تمہارے پاکستان کی۔ تربیت حاصل کرنے والوں کے مطابق نفسیاتی طور پر تمام تربیت حاصل کرنے والوں کو پاکستانی کی حیثیت سے شرمندہ ہونے پر مجبور کیا گیا اور پھر انھیں کہا گیا کہ عزت کی خاطر ہمارے ساتھ جینا سیکھ لو۔ پھر مختلف تربیتی مشقیں کرائی گئیں اور تربیت مکمل ہونے کے بعد پہلا بیچ صوبہ سرحد روانہ کر دیا گیا ہے۔

بعد ازاں نمائندہ ''امت'' نے جب تربیتی مقام کا خود جا کر جائزہ لیا تو تربیت حاصل کرنے والے لوگوں کی باتوں کی تصدیق ہوگئی۔ اسلام آباد سے 14 کلومیٹر دور لاہور کی جانب جی ٹی روڈ پر روات انڈسٹریل ایریا کے مین گیٹ سے اندر پونے 4 کلومیٹر کے فاصلے پر کارا ینڈ کرافٹ آٹو موبائل کا بورڈ لگا ہوا ہے۔ اس بورڈ کے پاس سے سیدھے ہاتھ پر مڑیں تو نصف کلومیٹر کے فاصلے پر کارا ینڈ کرافٹ کی وسیع عمارت ہے جس کے چاروں کونوں پر باقاعدہ چوکیاں بنا کر چاق و چوبند اور مسلح سکیورٹی گارڈ متعین کیے گئے ہیں۔ اس کے علاوہ دیواروں پر چاروں طرف برقی تار کے ذریعے اور خاردار تار لگا کر سکیورٹی کا انتظام کیا گیا ہے۔ سرخ اینٹوں سے بنی عمارت کے دروازے پولیس تھانوں کی طرح نیلے اور سرخ ہیں جبکہ سبز ترپال ڈال کر بعض حصوں کو چھپایا گیا ہے۔ بلڈنگ کے سامنے کی سائیڈ پر 6 کیمرے نصب ہیں۔ دو کونوں پر اور 4 کیمرے دو گیٹوں پر لگے ہیں۔ اتنے ہی کیمرے پچھلی جانب نصب ہیں۔ فرنٹ سائیڈ اور بیک سائیڈ پر ایک ایک کارواش والے ملازموں کے بجائے آتشیں اسلحہ لیے گارڈز تعینات ہیں۔ کسی آٹو موبائل کمپنی میں سکیورٹی کا اس طرح کا نظام ناقابل فہم ہے۔ نمائندہ ''امت'' جب گھوم کر عمارت کی پچھلی سمت گیا تو گارڈ کو نہ صرف مستعد بلکہ تشویش زدہ اور باقاعدہ گھورتے ہوئے پایا۔ اس موقع پر نمائندہ ''امت'' کے ساتھ موجود ایک تربیت یافتہ کمانڈو نے خبردار کیا کہ اس عمارت میں ایسا سکیورٹی نظام نصب ہے کہ ایک کلومیٹر تک کے فاصلے پر ہونے والی نقل و حرکت مانیٹر کی جاتی ہے اور ایک کلومیٹر کے دائرے میں زیر استعمال ہر موبائل کال سنی جاتی ہے۔

''کارا ینڈ کرافٹ ورکشاپ'' کا ایک جائزہ ہی یہ بتانے کے لیے کافی ہے کہ اس ویرانے میں جہاں دور دور تک کوئی متنفس دکھائی نہیں دیتا، یہ عمارت کس کام کے لیے استعمال ہو رہی ہے۔ سکیورٹی ماہرین نے خدشے کا اظہار کیا ہے کہ بلیک واٹر پاکستان میں متحرک ہے اور یہ بھی اسی طرح کی کوئی چیز ہے جس کے سبب ملک میں بلوے اور قتل و غارت کی وارداتوں کا سلسلہ جاری ہے۔ سوال یہ ہے کہ حکومت کی ناک کے نیچے یہ سب کچھ کیوں برداشت کیا جا رہا ہے۔ اس حوالے سے وزارتِ داخلہ کے ایک ذریعے نے بتایا کہ حکومت جلد اس سلسلے میں اقدامات کا ارادہ رکھتی ہے۔ مگر امریکی اثر و رسوخ کے آگے اس کا بس شاید نہ چل سکے۔ اس رپورٹ کی تیاری کے دوران مذکورہ سکیورٹی ایجنسی اور کیپٹن زیدی سے رابطہ کر کے ان کا مؤقف لینے کی متعدد بار کوشش کی گئی مگر کوئی بھی بات کرنے پر آمادہ نہیں ہوا۔ سکیورٹی ایجنسی کے ٹیلی فون نمبرز پر بھی کال کسی نے اٹینڈ نہیں کی۔　　(مطبوعہ: روزنامہ ''امت'' کراچی 6/اگست 2009ء)

شہیدۂ حجاب مروا الشربینی کا جرمن عدالت میں بہیمانہ قتل

ثناخوانِ ''تہذیبِ مغرب'' کہاں ہیں؟

انجینئر توحید الرحمٰن

خوانندگانِ کرام! اس پہ تعجب کیسا کہ اس خونچکاں واقعے کے بارے بہت سے لوگ ابھی تک بے خبر ہیں جو ماہِ جولائی کی یکم تاریخ کو پیش آیا، کہ جس میں ایک انتہا پسند (اگر امریکی ٹکسال میں ڈھالی گئی اس اصطلاح کا اطلاق ایک غیر مسلم پر بھی ہوسکتا ہو) نے ۳۲ سالہ مصری خاتون کو محض مسلمان ہونے اور سر پر سکارف اوڑھنے کے جرم میں المانوی ایوانِ عدل میں خنجر کے پے در پے وار کر کے شہید کر دیا۔ مسلمانوں کو برداشت اور اعتدال کا بھاشن دینے والی، انسانی حقوق کی علمبردار اور جمہوری اقدار کی چیمپیئن مغربی دنیا نے اس واقعے کی کوریج کو جب لائقِ اعتنا ہی نہ سمجھا ہو تو ہمارے میڈیا کے تجاہلِ عارفانہ پر حیرت کا کیا مقام۔ بازار سے میٹھے خربوزوں کی عدم دستیابی کی ٹینشن کو عوام سے شیئر کرنے والے کالم نگاروں نے اس کو اگر اپنے کالم میں جگہ نہیں دی تو اس پر ہم اور آپ انگشت بدنداں کیوں۔ مغرب کی سائنس اور ٹیکنالوجی میں ترقی کو معراجِ انسانیت سمجھنے والے اور اپنے ملک میں پریشر لگا گوشت بیچنے پر پوری قوم کو بلا استثنا بدعنوان قرار دینے والے سوڈو انٹیلیکچوئلز اور ذہنی غلاموں نے اس واقعے کی مذمت نہیں کی تو حیرانی کاہے کو۔ نیوز چینل کے اینکر پرسنز اور ان کے ٹاک شوز کے روحِ رواں بزعمِ خویش دانشوروں نے جو وطنِ عزیز میں پیش آنے والے واقعات وحادثات کے اسباب وعلل اور نتائج وعواقب پر ہر ہر زاویے سے روشنی ڈالنے پر یدِ طولیٰ رکھتے ہیں، نے اس پر کسی قسم کا کوئی تبصرہ نہ کیا ہو، تو اس میں اچھنبے کی کیا بات کہ آخر یہ ظلم تیسری دنیا کے کسی ''شدت پسند ملک'' میں سترہ سالہ لڑکی پر متنازعہ طور پر کوڑے برسانے کا تو نہیں۔ جب اس کی کوئی ویڈیو فیٹج گاہے گاہے نشر نہ کی گئی ہو کہ جس کو دیکھ کر لوگ باگ اپنی بیٹھکوں میں صبح شام اس کا تذکرہ کریں، تو اس تغافل پر استعجاب چہ معنی دارد۔ مغرب کے درخشندہ فلزات پر پلنے والی انسانی حقوق اور حقوقِ نسواں کی تنظیموں نے اگر سڑکوں پر آ کر آسمان سر پر نہیں اُٹھایا تو اس میں عجب کیا کہ یہ معاملہ صنفِ نازک کے میراتھن دوڑ میں شرکت کا بھی نہیں۔ یہ معاملہ تو امتِ مسلمہ کی ایک بیٹی کا ہے جس کے بہیمانہ قتل کو رپورٹ کرنا ہم اپنا اخلاقی فریضہ سمجھتے ہیں، تاکہ مغرب کی SELF CENTERED جمہوریت کا اندروں بے نقاب کرنے میں اپنا حصہ ڈال سکیں۔

''شہیدۃ الحجاب'' کا خطاب پانے والی مروا الشربینی کا تعلق مصر کے شہر اسکندریہ سے تھا۔ وہ 2003ء سے اپنے رفیقِ زندگی علوی عکاظ کے ہمراہ جرمنی میں مقیم تھی اور یہاں ڈریسڈن شہر میں بطور فارماسسٹ ایک کمپنی میں کام کرتی تھی جبکہ عکاظ مصر کی جامعہ المنوفیہ میں لیکچرار تھا اور یہاں مالیکیولر سیل بیالوجی اور جینیٹکس میں پی ایچ ڈی کر رہا تھا، جواب تکمیلی مراحل میں تھی۔ اس اندوہناک کہانی کا آغاز اگست 2008ء میں ایک مقامی پارک سے ہوا، جہاں مروا اپنے دو سالہ بیٹے کو سیر کرانے گئی تھی۔ یہاں ایگزل ڈبلیو نامی شخص مروا کو حجاب میں دیکھ کر گالیاں بکنے لگا۔ اس نے مروا کو نہ صرف دہشت گرد، کتیا اور اسلامی فاحشہ کہا بلکہ اس عفت مآب کے سر سے سکارف نوچنے کی جسارت بھی کی۔ مروا نے اس پر ہتک عزت کا دعویٰ دائر کر دیا۔ عدالت میں ایگزل نے مروا کو یہ کہہ کر ''تمہیں جینے کا کوئی حق نہیں'' اپنے جرم کی خود ہی تصدیق کر دی جس پر عدالت نے اسے 780 یورو جرمانہ کیا۔ بعد ازاں اس نے اس فیصلے کے خلاف اپیل کر دی۔ چنانچہ یکم جولائی کو عدالت کے ایما پر مروا جو اس وقت تین ماہ کی حاملہ تھی، اپنے خاوند اور تین سالہ بیٹے مصطفیٰ کے ساتھ عدالت میں موجود تھی۔ یہاں دورانِ کاروائی ایگزل نے اچانک مروا پر خنجر سے حملہ کر دیا اور اس پر یکے بعد دیگرے اٹھارہ وار کیے، جس سے وہ موقع پر ہی دم توڑ گئی۔ عکاظ جب مروا کو بچانے کیلئے آگے بڑھا، تو اس شقی نے اس کو بھی خنجر سے زخمی کر دیا۔ ستم بالائے ستم سیکیورٹی اہلکار نے عکاظ ہی کی ٹانگوں پر گولیاں چلا دیں کہ ایں حضرت اسی کو ہی حملہ آور سمجھ بیٹھے تھے۔ اس سادگی پہ کون نہ مر جائے اے خدا۔ اپنے ماں باپ کے جسموں سے خون کے فوارے چھوٹنے کا یہ منظر تین سالہ مصطفیٰ کی آنکھوں کے سامنے پیش آیا۔

قارئین آپ نے نوٹ کیا ہوگا جب بھی مغرب یا امریکہ میں اس نوعیت کا واقعہ رونما ہوتا ہے تو وہاں کا میڈیا دنیا کی توجہ قاتل کی ذہنی اُلجھنوں اور دیگر نفسیاتی محرکات کی طرف مبذول کرا کے اپنے معاشرے کی شدت پسندی کو چھپانے کی کوشش کرتا ہے۔ اس مرتبہ بھی ایگزل ڈبلیو کے ساتھ UNEMPLOYED اور XENOPHOBIC کے لاحقے لگا کر دنیا کو یہ باور کرانے کی کوشش کی گئی کہ یہ ایک شخص کا انفرادی فعل تھا۔ لیکن کیا اگر اس طرح کا واقعہ مسلمان ملک میں ایک مسلمان کے ہاتھوں کسی غیر مسلم کے ساتھ پیش آتا تو مغرب کا یہی رویہ ہوتا ؟ یورپ اور امریکہ اپنے باشندوں کے ہاتھوں مسلمانوں پر ہونے والے مظالم کو تو اپنے فوجداری قوانین کے مطابق ڈیل کرتے ہیں مگر مسلم دنیا میں رونما ہونے والے اس نوعیت کے واقعات کے ڈانڈے بین الاقوامی دہشت گردی سے ملاتے ہیں اور یوں ''گلوبل وار آن ٹیرر'' کی آگ کو مزید پھونکتے ہیں۔ عالم ہمہ ویرانہ ز چنگیزیِ افرنگ۔

جرمنی میں بحث اس پر نہیں ہو رہی کہ مسلمانوں کے خلاف بڑھتی ہوئی منافرت کا سدِ باب کس طرح کیا جائے بلکہ وہاں تشویش کا پہلو تو عدالتوں کی سیکیورٹی ٹھہرا ہے۔ آزادیِ اظہار، آزادیِ فکر و عمل، حقوقِ نسواں کا راگ الاپنے والی

''مہذب دنیا'' میں جہاں عریانی پر تو کوئی پابندی نہیں کہ ایسی ممانعت فرد کی آزادی پر حملہ ہے، البتہ اپنی مرضی سے سکارف پہننے والی مسلم خواتین کو یا تو OPPRESSED قرار دیا جاتا ہے یا اس پر سرے سے پابندی لگا دی جاتی ہے کہ سکارف ایک مذہبی علامت ہے جس سے سٹیٹ کے سیکولر مزاج کو زد پہنچتی ہے۔ حالانکہ وہ یہ خوب جانتے ہیں کہ حجاب، گلے میں صلیب یا ستارۂ داؤدی لٹکانے کی طرح مذہبی علامت نہیں بلکہ ایک مسلم عورت کا دینی فریضہ ہے۔ کوئی مسلمان عورت حجاب کو بطور مذہبی علامت نہیں بلکہ قرآن مجید میں ارشاد کردہ حکمِ خداوندی کی تعمیل میں اپنی عصمت و عفت کی حفاظت کے لئے پہنتی ہے۔ اگر مذہب کو ایک طرف رکھ کر بھی دیکھا جائے تو بدن پر ''ہر چند کہیں کہ ہے، نہیں ہے'' طرز کا لباس پہننے کی طرح سر پر سکارف اوڑھنا بھی ایک فرد کا انتخابی فعل ہے جس پر قدغن DISCRIMINATION کے زمرے میں آتی ہے جو ظاہر ہے انسانی حقوق کی خلاف ورزی ہے۔

مروا کا جسدِ خاکی اس کے آبائی وطن اسکندریہ لایا گیا تو لوگوں کا ٹھاٹھیں مارتا سمندر تھا جو اپنی بیٹی کو سپردِ خاک کرنے آیا تھا۔ وہ جرمن حکومت اور مغربی میڈیا کی بے حسی پر سراپا احتجاج تھے۔ وہ اپنے حکمرانوں کے خاموشی پر بھی نالاں تھے کہ انھوں نے ابھی تک اس واقعہ کا سفارتی سطح پر نوٹس کیوں نہیں لیا۔ ان کا مطالبہ تھا کہ جرمن حکومت سے سرکاری طور پر احتجاج کیا جائے اور معذرت نہ کرنے اور لاتعلق رویہ اپنانے پر سفارتی تعلقات منقطع کیے جائیں۔ مصر سمیت تمام اسلامی دنیا نے اس واقعے پر چپ سادھ رکھی ہے البتہ ایران کے صدر، جو مغربی دنیا اور امریکہ کے دوہرے معیارات کو ہمیشہ سے ہدفِ تنقید بناتے آئے ہیں، نے اس المیے کا ذمہ دار جرمن حکومت، عدالت میں موجود جج اور دیگر ارکان کو ٹھہراتے ہوئے کہا ہے کہ اس قتل پر جرمنی اور مغربی ممالک کا رویہ غزہ کی پٹی پر معصوم فلسطینی عوام کے قتلِ عام پر روا رکھے جانے رویے سے ملتا جلتا ہے۔ انھوں نے اقوامِ متحدہ کی سلامتی کونسل سے کہا ہے کہ جرمنی پر پابندیاں عائد کی جائیں۔

طاہر جمیل: ابھی کل کی بات ہے

ذوالکفل بخاری

جدہ کے معروف ''پاکستانی محلے'' العزیزیہ میں شارع امیر ماجد نامی پُر شور اور مصروف سڑک کے کنارے ایک پاکستانی مطعم ہے۔ مطعم کے پچھواڑے میں ایک کھلا لان ہے۔ لان میں کرسیاں رکھی رہتی ہیں۔ کبھی دو چار، کبھی دس بیس۔ میز، البتہ اکا دکا ہی ہوتے ہیں۔ یہ ایک روکھا پھیکا سا منظر ہے۔ معمولی سا، عام سا۔ لیکن دیکھتے ہی دیکھتے یہی منظر، بہت غیر معمولی اور بہت خاص ہو جاتا ہے۔ جب شام ڈھلنے لگتی ہے۔ جب محفل سجنے لگتی ہے۔ جب سادھو دھونی رماتا ہے۔ جب گیانی بانی پڑھتا ہے۔ جب جوگی اشلوک سناتا ہے۔ تب لان کا وہ گوشہ یکا یک کسی فقیر کی کٹیا، کسی درویش کا حجرہ اور کسی صوفی کی خانقاہ بن جاتا ہے۔ بات سے بات نکلتی ہے، چراغ سے چراغ جلتا ہے اور پھر روشنی پھیلتی ہی چلی جاتی ہے۔ چکا چوند۔ یوں جیسے تارے ٹوٹ ٹوٹ کر گر رہے ہوں۔ موج در موج قہقہے اور شاخ در شاخ چہچہے۔ یہ طاہر جمیل کی محفل تھی۔

کوئی 10 سال پہلے بخت و اتفاق نے طاہر جمیل کو جدہ کی جھولی میں لا کے ڈال دیا تھا۔ سعودی عرب میں راقم السطور کی آمد 2002ء میں ہوئی۔ پہلے 6 سال اُملج (منطقہ تبوک) میں قیام رہا اور بعد میں مکہ مکرمہ چلا آیا۔ طاہر جمیل سے بہت آغاز ہی میں راہ و رسم ہو گئی۔ ان کی کشش مجھے جدہ کی جانب ہمیشہ کھینچتی رہی۔ ایک میں ہی کیا، نجانے کہاں کہاں سے ان کے چاہنے والے چلے آتے تھے۔ خمیس مشیط سے، دمادم سے، ریاض سے، مدینہ منورہ سے۔ ''تمہارے نام پہ آئیں گے غم گسار چلے''۔ جدہ کے احباب کچھ تو روزانہ کے ملنے والے تھے، کچھ انھیں دو چار دنوں بعد اور کچھ دو چار ہفتوں بعد سہی، ملتے ضرور تھے۔ ایک بات طے تھی جو ایک بار ان کی محفل میں آیا ہے، وہ ایک بار پھر آئے گا، بار دگر۔ اسی ''بار دگر'' میں ''ہزار بار برو، صد ہزار بار بیا'' (ہزاروں بار جائیے اور لاکھوں بار آئیے) اور ''بسلامت روی و باز آئی'' (خیریت سے جائیے اور دوبارہ بھی آئیے) کے اَن گنت رنگ اور خوشبوئیں آنے والوں کے دامن گیر ہو جاتیں۔

کوئی تو بات ہے ساقی کے مے کدے میں ضرور
قریب و دور سے مے خوار آ کے پیتے ہیں

ایک بات نہیں، کتنی ہی باتیں ہیں۔ غضب کی سج دھج کا بانکا آدمی، خندہ رو، خندہ جبیں، دراز گیسو، تیکھے نقش، گورا گلابی رنگ، روشن اُجلا چہرہ، دھان پان وجود، خالص شاعرانہ پیکر، لیکن دل؟ دل میں قوتِ ارادی کے اور ایمان و یقین کے

سمندر موجزن تھے۔ معلومات وسیع، مطالعہ ہمہ نوعی و ہمہ گیر، ذہانت نہایت ظالم اور حسِ مزاح بے پناہ۔ برمحل، برموقع لطیفہ، اور وہ بھی چارچول چوکس، لطیفے انھیں بہت یاد تھے اور بہت سے وہ ''فی البدیہہ'' گھڑ لیا کرتے تھے۔ لیکن اس ہنسی، ٹھٹھے اور لاگ لگاؤ میں دل آزاری کا شائبہ تک نہ ہوتا تھا۔ بچوں سا معصوم، بے ضرر اور بے ریا ایک شخص جو نہایت وسیع المشرب تھا۔ ''شمع محفل کی طرح سب سے جدا سب کا رفیق''۔ مختلف اور متضاد ذہنی و نظریاتی اور سیاسی و مسلکی وابستگیوں کے حامل لوگ، ان سے یکساں قربت محسوس کرتے تھے۔

فنی اور تخلیقی اعتبار سے وہ بہمہ وجوہ ایک بڑے شاعر تھے۔ ایک توانا اور منفرد آواز۔ کسی مجبوری یا فیشن کی خاطر انھیں فیض و فراق، ناصر و ندیم یا مجید و منیر سے بھڑانا ''میڈا یزی'' تنقیدی رویہ ہوگا۔ لیکن یہ حقیقت ہے کہ وہ نہایت غیر معمولی، تخلیقی اور تخئیلی امکانات کے شاعر تھے۔ اردو اور پنجابی دونوں میں۔ صاحبِ طرز اور صاحبِ اسلوب۔ جدہ کی حد تک تو وہ مسلم الثبوت استادِ سخن تھے ہی مگر حق یہ ہے کہ مضامین کی تازگی اور تنوع اور زبان کے قادرانہ استعمال و اظہار کے بل بوتے پر وہ اردو اور پنجابی، ہر دو زبانوں کے معاصر شعراء میں ایک امتیازی مقام ہی کے مستحق تھے۔ اضافی خوبی یہ کہ ان کے حال اور مقال میں کوئی فرق اور فاصلہ نہیں تھا۔ جب وہ کہتے ہیں کہ:

دشمن کی بیٹی کو بیٹی کہتا ہوں
سوچوں کے انداز پرانے رکھتا ہوں
بھوکا رہ لیتا ہوں لیکن چھت پر میں
پانی کا برتن اور دانے رکھتا ہوں
مصطفوی ہے میرا دسترخوان جمیل
دیا بجھا دیتا ہوں پہلے پھر کھانے رکھتا ہوں

تو یہ طاہر جمیل کی اپنی ہی وارداتِ قلبی اور اپنی ہی رودادِ شب و روز ہوتی ہے۔ یہی وجہ ہے اور یقیناً یہی وجہ ہے کہ ان کے وجود سے ایک اور ہی طرح کی رونق تھی۔ مقبولیت اور محبوبیت تو شاید چھوٹے اور محدود مفہوم کے لفظ ہیں۔ ان کی شخصیت کے گرد اپنایت اور چاہت کے کتنے ہی پُر اسرار طلسمات ہالہ کیے ہوئے تھے۔ جدہ کے 10 سالہ قیام میں، سارا ہی عرصہ وہ امراض کی پوٹ بنے رہے۔ ذیابیطس کے اثرات سے آنکھوں، پھیپھڑوں، گردوں اور دل کے گوناگوں مسائل سے بری طرح دوچار رہے، لیکن ہمیشہ جواں ہمت، بلند ارادہ، چہکتے اور ہنستے مسکراتے پائے گئے۔ ابھی کل کی بات ہے:

ہاتھوں میں دے کے ہاتھ، ابھی کل کی بات ہے
وہ چل رہے تھے ساتھ، ابھی کل کی بات ہے

(مطبوعہ: ہفت روزہ ''اردو میگزین'' جدہ، 31 جولائی 2009ء)

دستورِ پاکستان، قادیانیت اور جناب نذیر ناجی

شکیل عثمانی

یادش بخیر! معروف کالم نگار اور دانش ور جناب نذیر ناجی بھی خوب آدمی ہیں۔ سیکولرازم سے ان کی وابستگی اٹوٹ ہے، بلکہ وہ پاکستان میں سیکولر عناصر کا بیرومیٹر ہیں۔ لیکن سیاسی تقسیم کے لحاظ سے ان کی وابستگی بائیں بازو سے ہے نہ دائیں بازو سے۔ پہلے وہ مرحوم ذوالفقار علی بھٹو کے کیمپ میں تھے، پھر ضیاء الحق کی باقیات سابق وزیر اعظم نواز شریف کے سرکاری تقریر نویس ہوگئے۔ سابق صدر پرویز مشرف کے لیے بالخصوص روشن خیالی، اعتدال پسندی کے حوالے سے، ان کا نرم گوشہ کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں ہے۔ آج کل وہ صدر آصف علی زرداری کے ''غیر سرکاری'' دعا گو ہیں۔ ان کے دو کالم 21 رمئی 2009ء اور 12 جون 2007ء کو شائع ہوئے۔ 12 رجون 2007ء کے کالم بعنوان ''ایک رائیگاں سفر'' میں فرماتے ہیں:

> ''مسلمانوں نے اسلام کے نام پر پاکستان حاصل کیا تھا...... جو قیامِ پاکستان کے مخالف تھے، انہی لوگوں نے مذہب کے نام پر آئین سازی میں رکاوٹیں ڈالیں اور جب 1956ء کا آئین منظور ہوا تو یہ اس میں مذہب کو ریاستی معاملہ بنانے میں کامیاب ہوگئے۔ 1973ء کے متفقہ آئین کو مذہب کے نام پر جلد ہی متنازعہ بنا دیا گیا اور ذوالفقار علی بھٹو کو مجبور ہو کر اس میں ایسی ترمیم کرنی پڑی جس کا ریاستی ذمہ داریوں سے کوئی تعلق نہیں۔ مثلاً یہ پہلی مرتبہ ہوا کہ پاکستان کے آئین میں مسلمان کی تعریف درج کی گئی۔ یہ کام دینی اداروں اور مفتیوں کا ہوتا ہے جو پاکستان میں آئین ساز ادارے سے کرایا گیا اور آبادی کے ایک بڑے حصے کو مساوی شہری حقوق سے محروم کر دیا گیا۔''

21 رمئی 2009ء کے کالم بعنوان ''اس جنگ میں بہت سی جنگیں ہیں'' میں موصوف نے لکھا:

> ''قیامِ پاکستان کی مخالفت کرنے والوں نے قیامِ پاکستان کے بعد اسلام کے نام پر اقتدار حاصل کرنے کی حکمت عملی اختیار کی۔ پاکستان حاصل کرنے والی قیادت جلد ہی رخصت ہوگئی اور ان کی جگہ لینے والے بزدل بابوؤں کو اسلام کے نام سے ڈرا کر، ان عناصر نے جمہوریت کی راہ سے ہٹا دیا اور انھیں گھیر گھار کے مذہب کو ریاستی معاملات کا حصہ بنانے میں کامیاب ہوگئے۔ اس کے نتیجے میں تباہ کن فرقہ واریت کا زہر پھیلنے لگا۔ ایک گروہ کو آئینی طور پر کافر قرار دے کر اس کے شہری حقوق سلب کرنے شروع کر دیئے گئے۔''

جناب نذیر ناجی نے خود اپنے 12 جون 2007ء کے کالم میں لکھا ہے کہ برصغیر کے مسلمانوں نے اسلام کے نام پر پاکستان حاصل کیا تھا۔ اس بات کو سمجھنے کے لیے کسی غیر معمولی ذہانت کی ضرورت نہیں ہے کہ جس مقصد کے لیے یا جس

بنیاد پر کوئی ملک حاصل کیا گیا ہو، اس کی تعمیر انہی خطوط پر ہونی چاہیے جو اس مقصد کا تقاضا ہے۔ قائداعظم نے قیامِ پاکستان سے قبل اور قیام پاکستان کے بعد متعدد مرتبہ پبلک اعلانات میں واضح کیا کہ قیامِ پاکستان کا مقصد کیا ہے۔ ان کے یہ اعلانات خورشید احمد خاں یوسفی کی مرتبہ کتاب "Speaches, Statements and Messages of Quid-e-Azam" میں دیکھے جاسکتے ہیں۔ جس میں حوالوں کا اہتمام بھی کیا گیا ہے۔ جمیل الدین احمد کی کتاب بھی اس سلسلے میں اہم ہے۔ قائداعظم کی کم وبیش ایک سو سے زائد ایسی تقاریر موجود ہیں جن میں انھوں نے اسلامی نظام اور اسلامی قانون کی بات کی ہے۔ ایک موقع پر انھوں نے فرمایا:

"Muslim League stood for Pakistan so that the Muslims could rule there under islamic laws." (Speaches and Statement of Mr.Jinnah, compiled by Jamiluddin Ahmed, Page, 175)

اس تقریر میں پاکستان کے حوالے سے اسلامی قوانین کے الفاظ اہم ہیں۔ کیا اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ قائداعظم مذہب کو ریاستی معاملہ بنانا چاہتے تھے؟ علامہ اقبالؒ نے اپنی تحریروں اور تقریروں میں اسلامی ریاست کی اصطلاح استعمال کر کے ثابت کردیا ہے کہ اسلام ریاستی معاملہ ہے۔ کراچی بار ایسوسی ایشن کے اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے کہا:

''میرے لیے وہ گروہ بالکل ناقابل فہم ہے جو خواہ مخواہ شرارت پیدا کرنا چاہتا ہے اور یہ پروپیگنڈا کر رہا ہے کہ پاکستان کا دستور شریعت پر مبنی نہیں بنے گا۔''

(سول اینڈ ملٹری گزٹ، 27رجنوری 1948ء/ پاکستان ٹائمز، 27رجنوری 1948ء)

اسی طرح کے تقریباً نصف درجن بیانات مزید پیش کیے جاسکتے ہیں جو قائداعظم نے بحیثیت گورنر جنرل جاری کیے۔ قائداعظم اپنے ان بیانات پر زندگی کے آخری لمحے تک قائم رہے۔ جناب نذیر ناجی جیسے دانش ور یقیناً اس علمی روایت سے واقف ہوں گے کہ قول ثانی قول اوّل کا ناسخ ہوتا ہے اور کسی شخص کا حتمی مؤقف اس کا آخری قول ہوتا ہے۔ کیا قائداعظم کی 11راگست 1947ء کی تقریر کو ان کی دیگر تقاریر سے Reconcile کیا جاسکتا ہے؟ اس موضوع پر ممتاز دانش ور جناب طارق جان نے اپنی تالیف "Pakistan between Secularism and Islam" میں بڑی نفیس بحث کی ہے۔ اس کا خلاصہ یہ ہے کہ قائداعظم کی پاکستان کے مقاصد اور آئینی مستقبل کے بارے میں تقاریر کو ان کی کلیت میں دیکھنا چاہیے۔ بالخصوص ان کے آخری دور کے بیانات اور تقاریر اس سلسلے میں حرفِ آخر ہیں۔ اس بنیاد پر قائداعظم کی تقاریر کا جائزہ لیا جائے تو ثابت ہوتا ہے کہ 1937ء سے 1948ء تک بحیثیت مجموعی قائداعظم اسلام کو ریاستی معاملہ قرار دیتے رہے۔ اب دیکھنا ہے کہ اس ''جرم'' میں جناب ناجی کب قائداعظم کے خلاف اپنی مہم کا آغاز کرتے ہیں۔

12رجون 2007ء کے کالم میں جناب ناجی نے شکوہ کیا ہے کہ قیامِ پاکستان کے مخالفین کی ریشہ دوانیوں کے نتیجے میں ذوالفقار علی بھٹو صاحب کو مجبور ہوکر 1973ء کے متفقہ آئین میں ایسی ترمیم کرنی پڑی جس کا ریاستی ذمہ داریوں

سے کوئی تعلق نہیں۔ پاکستان کے آئین میں مسلمان کی تعریف درج کی گئی اور آبادی کے ایک بڑے حصے کو مساوی شہری حقوق سے محروم کر دیا گیا۔ اپنے 21 مئی 2009ء کے کالم میں انھوں نے کھل کر لکھا ہے کہ قیامِ پاکستان کے مخالفین مذہب کو ریاستی معاملات کا حصہ بنانے میں کامیاب ہو گئے۔ اس کے نتیجے میں تباہ کن فرقہ واریت کا زہر پھیلنے لگا۔ ایک گروہ کو کافر قرار دے کر اس کے شہری حقوق سلب کرنے شروع کر دیئے گئے۔ جناب ناجی کو اخلاقی جرأت کا مظاہرہ کرتے ہوئے یہاں یہ واضح طور پر لکھنا چاہیے تھا کہ وہ 7/ستمبر 1974ء کی اس آئینی ترمیم کا ذکر کر رہے ہیں جس کے تحت احمدیوں (قادیانیوں) کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا۔ موصوف فرماتے ہیں کہ بھٹو صاحب نے مجبور ہو کر مذکورہ آئینی ترمیم منظور کی۔ سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا مٹھی بھر قیامِ پاکستان کے مخالفین نے بھٹو صاحب کی کنپٹی پر پستول رکھ کر یہ ترمیم منظور کرائی۔ اگر قیامِ پاکستان کے مخالفین انھیں مجبور کر رہے تھے تو ملک کے منتخب وزیر اعظم نے 1953ء کی تحریک ختم نبوت کی طرح 1974ء کی تحریک ختم نبوت کو کچل کیوں نہیں دیا؟ بلکہ ایک اور سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جناب نذیر ناجی نے اس وقت اپنے کالموں میں بھٹو صاحب کو یہ مشورہ کیوں نہیں دیا کہ اگر اس تحریک کو نہیں کچلا گیا اور مجوزہ آئینی ترمیم کو منظور کر لیا گیا تو قادیانی مساوی شہری حقوق سے محروم ہو جائیں گے۔ اس کے برعکس اس مرغ بادنما نے جس طرح اس آئینی ترمیم کا خیر مقدم کیا اسے ہم موصوف ہی کے الفاظ میں پیش کرتے ہیں۔ 1988ء میں جناب ناجی روزنامہ ''نوائے وقت'' سے بطور کالم نگار وابستہ تھے۔ اس وقت بھی ان کے کالم کا عنوان ''سویرے سویرے'' ہوتا تھا۔ اپنے ایک کالم میں جناب ناجی نے لکھا:

> ''بہت کم لوگوں کو معلوم ہوگا کہ میں نے ختم نبوت کی پہلی تحریک میں حصہ لیا اور قید کاٹی تھی۔ اس وقت میں نے خود مرزائی نہیں دیکھے تھے۔ استادِ گرامی مولانا محمد حسن مرحوم سے سنا کرتا تھا کہ ایک گروہ ایسا ہے جس نے اپنا ایک نبی بنا رکھا ہے لیکن اس کے باوجود خود کو مسلمان کہلوانے پر بضد ہے۔ اس وقت ہمارا سیدھا سادہ مطالبہ یہ تھا کہ ان لوگوں کو اقلیت قرار دیا جائے۔ یہ جنگ طویل عرصے تک لڑی گئی اور جناب ذوالفقار علی بھٹو مرحوم کو یہ سعادت نصیب ہوئی کہ ان کے دور میں اس گروہ کو غیر مسلم قرار دے دیا گیا۔ سچی بات یہ ہے کہ اس سے زیادہ مرزائیوں کے خلاف جو کچھ بھی کہا جاتا تھا، مجھے اچھا نہیں لگتا تھا۔ میں سمجھتا تھا کہ علماء کرام زیادتی کرتے ہیں جو ان لوگوں کی علیحدہ سماجی پہچان اور کلیدی اسامیوں سے علیحدگی کے مطالبے کرتے ہیں۔ میرا خیال ہے کہ یہ باتیں بنیادی انسانی حقوق کا حصہ ہیں اور یہ حقوق ان لوگوں کو ملنا چاہئیں۔ لیکن گزشتہ روز ''نوائے وقت'' نے ایک تصویر شائع کر کے مجھے حیرت زدہ کر دیا۔ یہ تصویر ''یروشلم پوسٹ'' کے 22 نومبر کے شمارے میں سے لی گئی ہے۔ اس میں اسرائیل کے صدر کے سامنے دو افراد مؤدب بیٹھے ہیں۔ ایک کا نام شیخ شریف احمد امینی اور دوسرے کا شیخ محمد حمید کا پر ہے۔ شیخ امینی اسرائیل میں اپنے گروہ کے نئے سربراہ شیخ حمید کا اسرائیل کے صدر سے تعارف کرا رہے ہیں اور مرزائیوں کو اسرائیل میں جو آزادیاں حاصل ہیں، ان پر اسرائیلی حکومت کا شکریہ ادا کر رہے ہیں۔ یہ بڑی معنی خیز تصویر ہے۔''

انھوں نے لکھا:

''جن لوگوں کو اسرائیل کی اصلیت معلوم ہے۔ اس کا اندازہ صرف وہی لگا سکتے ہیں کہ ایک ایسے گروہ کے ساتھ وہاں کی حکومت کے اتنے قریبی اور گہرے تعلقات کا مطلب کیا ہوسکتا ہے۔ جس کے رخصت ہونے والے سربراہ کو اسرائیل کا صدر ذاتی طور پر الوداع کہے اور آنے والے کا خیر مقدم کرے۔ اسرائیلی حکومت دنیا کا سب سے بڑا مافیا ہے۔ اس کا ہدف دنیا بھر کے مسلمان ہیں۔ یہ محض ایک ریاست نہیں، ایک مرکز ہے۔ صہیونیت کا مرکز، عالمی سرمایہ دارانہ تنظیموں کا مرکز، افریقہ اور ایشیا کی غریب اور کمزور قوموں کے خلاف سازشوں کا مرکز، امریکہ اور مغرب یورپ کے ترقی یافتہ ملکوں کے حکمران طبقوں کو اپنے زیر اثر رکھنے کے لیے منصوبہ بندی کا مرکز اور بدترین عالمی دہشت گردی کا اڈہ۔ یہ محض الزام تراشی نہیں، بلکہ وہ حقائق ہیں جنھیں امریکہ اور یورپ کے اہل دانش بھی تسلیم کرتے ہیں۔''

جناب ناجی نے اپنے نقطۂ نظر کی وضاحت کرتے ہوئے لکھا:

''علمائے کرام تو مرزائیوں کو کلیدی عہدوں سے الگ کرنے کے مطالبات، عقائد کے حوالے سے کرتے ہیں، لیکن پاکستان کے دفاع کا تقاضا بھی یہی ہے کہ ان لوگوں سے چوکس رہا جائے۔ یہ کچھ بھی نہ کرتے ہوں تو بھی ان سے محتاط رہنے کی یہی وجہ کافی ہے کہ ان پر اسرائیل اور بھارت کی حکومتیں مہربان ہیں۔ پاکستان میں ان کی تنظیم کا طریقہ پُراسرار ہے۔ یہ لوگ جس ملک میں بھی ہوں، ایک مرکز کے تابع ہوتے ہیں اور اس کی ہدایات کو ہر چیز پر ترجیح دیتے ہیں۔ آپ کو میرے قلم سے یہ باتیں کچھ عجیب لگیں گی، لیکن یاد کریں کہ اگر اس صدی کے اوائل میں فلسطین کے مسلمانوں نے اس طرح سوچ لیا ہوتا، جس طرح میں آج مرزائیوں کے بارے میں لکھ رہا ہوں تو شاید وہ اس طرح جلاوطن نہ ہوتے۔ وہ اکثریت میں تھے اور غافل تھے۔ یہودیوں نے آہستہ آہستہ معاشرے کے ہر شعبے میں اپنی جڑیں پھیلائیں اور پھر اقلیت میں ہونے کے باوجود ایک پوری قوم کا قتل عام کردیا۔ شروع میں کوئی خدشہ ظاہر کرتا تو وہ اتنا ہی معمولی نظر آتا، جتنا آج آپ کو میری بات نظر آئے گی۔ ہمارے روشن خیال اور ترقی پسند لوگ اس قسم کی باتوں کو فیشن کے خلاف سمجھتے ہیں۔ فلسطین کے دانشوروں نے بھی یہی سمجھا ہوگا۔ ان کی قوم کا انجام سامنے ہے۔ جو گروہ اسرائیل کا دوست ہے، اسے معمولی اور کمزور تصور نہیں کرنا چاہیے۔ اس کا مطلب ہے کہ دنیا کی سب سے منظّم مالی، فوجی اور ذرائع ابلاغ پر قابض قوتیں ان کے ساتھ ہیں۔ یہ قوتیں پاکستانی عوام کی دشمن ہیں۔ جب وہ اس ملک کے ایک گروہ کی سرپرستی کررہی ہوں تو یہ جاننے کے لیے زیادہ عقل کی ضرورت نہیں کہ وہ گروہ کیا خدمات انجام دے رہا ہوگا؟'' (15 رجنوری 1988ء بحوالہ ''قادیانیت ہماری نظر میں'' ص 284 تا 287 مرتبہ: محمد متین خالد)

جناب نذیر ناجی سے درخواست ہے کہ وہ یہ وضاحت فرمائیں کہ کیا انھیں اب اسرائیل کے دارالحکومت تل ابیب سے ایسا پیغام وصول ہوا ہے جس کے مطابق اسرائیلی، قادیانی روابط منقطع ہوگئے ہیں؟

(مطبوعہ: روزنامہ ''نوائے وقت'' لاہور 4,2,1 جولائی 2009ء)

کراچی قادیانیت کے نرغے میں

سہیل باوا (انٹرنیشنل سیکرٹیریٹ ختم نبوت اکیڈمی لندن)

کراچی میں ان دنوں قادیانیوں کی کھلم کھلا تبلیغی اور دعوتی مہم عروج پر ہے۔ اسکا پس منظر مرزا مسرور کا بیان ہے جس میں اس نے کہا کہ یہ صدی قادیانی جماعت کے لئے اپنی تبلیغی سرگرمیوں کی مہم کو تیز کرنے اور پوری دنیا میں مسلمانوں کو قادیانی بنانے اور فتح حاصل کرنے کی صدی ہے۔ احقر کو بیشمار کراچی کے معصوم شہری اور سادہ لوح مسلمانوں اور لندن سے تعلیم مکمل کر کے جانے والے طلبہ اور ختم نبوت اکیڈمی کے کارکنان نے بار بار بذریعہ فون اور e mail اطلاع دی کہ کراچی کے کئی علاقوں میں قادیانی منظّم کام کر رہے ہیں، اور سادہ لوح مسلمانوں پر اپنے زہریلے اثرات ڈالنے اور بعض جگہ اپنے خفیہ مراکز قائم کرنے اور اپنا نیٹ ورک قائم کرنے میں کافی حد تک کامیاب بھی ہوئے ہیں اور کئی علاقوں میں قادیانی مسلمانوں کا لیبل لگا کر پیسہ کی بنیاد پر تبلیغ میں بھی مصروف ہیں۔ مصدقہ اطلاعات کے مطابق آجکل قادیانی نئے زاویے سے اپنے آپ کو اجاگر کرنے کی کوشش میں لگے ہوئے ہیں، قادیانی گروہ کی دو جماعتیں اس وقت کراچی شہر بھر میں انتہائی سرگرم نظر آ رہی ہے اور سازشوں میں مصروف ہے، ایک (اشاعت انصار اللہ) دوسری (اشاعت اطفال الاحمدیہ) اشاعت انصار اللہ کے تحت قادیانی پروفیسرز جامعہ کراچی جیسے بڑے تعلیمی اداروں میں مسلمان طلباء کو یورپ جانے اور خصوصاً برطانیہ کا ویزا، تعلیمی اخراجات اور ملازمتوں کا جھانسہ دے کر قادیانی گروہ میں شامل ہونے کی دعوت و ترغیب دے رہے ہیں۔ اسی طرح شارع فیصل پر موجود student consultants کے دفاتر برطانیہ اور یورپ کے ویزا کے بہانے سے مسلمانوں کو قادیانی بنا رہے ہیں اور یہ بھی یاد رہے کہ پاکستان میں چناب نگر کے بعد قادیانی گروہ کی سب سے زیادہ تعداد کراچی میں ہے اور اس کی اہمیت کے پیش نظر وہاں کا امیر بھی مرزا غلام قادیانی کے خاندان سے ہے۔ کراچی شہر فی الحال قادیانی فتنہ کی شدید لپیٹ میں ہے۔ اس فتنہ سے مسلمانوں کے ایمان وعقیدہ کو بچانے کی اشد ضرورت ہے۔ قادیانی جماعت اشاعت انصار اللہ اور سندھ سیکرٹیریٹ کے ایک ذمہ دار افسر رفیع رضا قادیانی (گلشن اقبال اردو سائنس کالج کے علاقے کے رہائش پذیر) کے اپنے گھر میں بعد نماز جمعہ خاص قادیانیوں کے لئے اور بروز اتوار عام مسلمان نوجوانوں کے لئے دعوت الی اللہ نام سے پروگرام کئے جاتے ہیں۔ زیادہ تر ان پروگراموں میں کالج اور universities کے طلباء شرکت کرتے ہیں اور اب تک کئی نوجوانوں کو شکار بنایا جا چکا ہے۔ اشاعت اطفال الاحمدیہ کراچی بھی آجکل بڑے دھڑلے سے اپنی ارتدادی سرگرمیوں

مصروف ہے، 15 سے 17 سال۔ کے لڑکے کراچی کے پوش علاقہ گلستان جوہر بلاک 17، ہارون رائل سٹی کے رہائشی شمس فخری اور شہزاد نامی قادیانی لڑکے قادیانیت کی تبلیغی سرگرمیوں میں پیش پیش نظر آرہے ہیں۔ مرزا طاہر اور مرزا مسرور کے بیانات پر مشتمل c dاور قادیانی چینل m t a کے اشتہار بھی تقسیم کئے جارہے ہیں۔ یہی قادیانی گروپ علاقہ میں کئی نوجوانوں کو قادیانی بنا چکا ہے جس سے علاقہ کے عوام میں شدید تشویش پائی جاتی ہے۔ اس کے علاوہ North Karachi Sector 5C-1 کے شیخ انصر احمد، شیخ راحیل احمد، رؤف احمد، حارث احمد، اپنے گھر میں بچوں اور نوجوانوں کو درس قرآن کی آڑ میں قادیانی بنا رہے ہے، اس وقت کراچی میں علاقائی سطح پر مختلف پروگرام جاری ہیں۔ ان علاقوں میں بوٹ بیسن، طارق روڈ، گلشن حدید، ملیر، دستگیر اور ماڈل کالونی کو قادیانیوں نے آج کل اپنی شکارگاہ بنایا ہوا ہے۔

1984ء کے امتناع قادیانیت آرڈیننس کی موجوگی کے باوجود کراچی میں اتنی آزادانہ طور پر قادیانی اپنی تبلیغی سرگرمیاں جاری رکھ کر سرعام قانون اور آئین کا مذاق اڑاتے پھر رہے ہیں، جبکہ قانون خاموش اور قانون کے محافظ تماشائی کا کردار ادا کر رہے ہیں کیوں؟ یہ تشویشناک صورت حال جان کر دل بہت متفکر ہوا اور افسوس بھی، اور جبکہ کراچی شہر جید علماء کرام اور جبال العلم اور روحانی شخصیات، دینی مراکز اور مدراس کا شہر کہلاتا ہے اس کے باوجود، افسوس صد افسوس دو سال سے کرچی شہر میں قادیانیوں کی تبلیغی یلغار جاری وساری سے جس کے نتیجہ میں کرچی کے کئی نوجوان ایمان کا سودا کر بیٹھے ہیں، حقیقت یہ ہے کہ ہماری بے حسی اور خاموشی کا نتیجہ ہے جس کا جواب ہم سب کو اللہ تعالیٰ کو دینا ہے، لہٰذا اہل علم وار بابِ فکر حضرات اس کی فکر فرمائیں۔ علمائے کرام اجتماعی وانفرادی بیانات، عمومی ونجی مجالس میں عوام اور خصوصا نوجوانوں کو اس موضوع پر بھی تھوڑی سی ترغیب دیا کریں۔ ماہانہ تربیتی کیپ لگا کر قادیانیوں کی فریب کاری کو عوامی سطح پر بے نقاب کرنے کی ایک بار پھر مہم چلائی جائے اور نئی نسل کو بتایا جائے کہ قادیانیوں کے اصل عقائد اور ان کا کردار کیا ہے؟ اس کیلئے تحفظ ختم نبوت کے محاذ پر کام کرنے والی جماعتوں اور اداروں بھی کو سنجیدگی کے ساتھ توجہ دینی چاہئے اور باہمی مشاورت اور منصوبہ بندی کے ساتھ منظّم محنت کرنی چاہئے، احقر حکومت پاکستان سے بھی مطالبہ کرتا ہے کہ وہ 1974 کی آئینی ترمیم اور 1984 کے امتناع قادیانیت آرڈیننس پر عملدرآمد کی صورتحال کو بہتر بنائے اور کراچی سمیت پورے ملک میں قادیانیوں کی ارتدادی تبلیغی سرگرمیوں کا سدباب کرے۔

احقر تمام مسلمانوں سے اور ہماری کراچی کی مقبول سیاسی جماعتوں اور مذہبی جماعتوں بالخصوص سماجی تنظیموں اور چھوٹی سیاسی جماعتوں سے، دل کی گہرائی سے انتہائی دردمندانہ اپیل کرتا ہے کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلمسے وفاداری کا ثبوت دیتے ہوئے اپنے اردگرد نظر رکھیں اور جہاں کوئی قادیانی جھوٹے مذہب کی تبلیغ واشاعت کرتے نظر آئیں تو فورا اپنے متعلقہ تھانے میں رپورٹ درج کرائیں یا مقامی سطح پر علماء کرام اور تحریک تحفظ ختم نبوت کے ذمہ داران کو آگاہ کریں۔

اللہ پاکستان کو ہر سازش سے محفوظ رکھے۔ آمین!

تحفظ ختم نبوت کے سلسلہ میں اندرون جرمنی کا پہلا دورہ

سید منیر احمد بخاری (امیر مجلس احرار اسلام جرمنی)

جب سے راقم کو تحفظ ختم نبوت کے سلسلہ میں مجلس احرار اسلام جرمنی کی ذمہ داری سونپی گئی۔ میں بعض شہروں کا سفر اس لیے نہ کر سکا کہ میرے محسن شیخ راحیل احمد رحمۃ اللہ علیہ مسلسل علیل چلے آرہے تھے۔ اصل میں شیخ صاحب مرحوم کے توسط سے ہی اہل حق کے قریب ہوا اور پھر جناب عبداللطیف خالد چیمہ سے تعلق خاطر بڑھتا گیا۔ جن کے ذریعے حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری اور جناب سید محمد کفیل بخاری سے رابطے ہوئے۔ مولانا زاہد الراشدی سے گوجرانوالہ میں ملاقات اور ان کی اکیڈمی میں کچھ کہنے کی سعادت نصیب ہوئی۔ ختم نبوت اکیڈمی لندن کے ڈائریکٹر جناب عبدالرحمٰن باوا اور اُن کے فرزند جناب سہیل باوا ہمیں ردّ قادیانیت کے سلسلہ میں اپنے قیمتی مشوروں سے نوازتے رہتے ہیں۔

12,11 / جولائی 2007ء کو جرمنی کے شہر ''آخن'' میں تحفظ ختم نبوت کانفرنس کا اہتمام کیا گیا۔ میں 11 / جولائی کو آخن پہنچا تو ریلوے اسٹیشن پر محترم مفتی محمد مبشر نے میرا خیر مقدم کیا۔ 11 / جولائی کو بعد نماز مغرب 6 بجے شام ختم نبوت کانفرنس کا آغاز ہوا۔ راقم نے افتتاحی گفتگو میں عقیدۂ ختم نبوت کی اہمیت وضرورت پر بات کی اور یہ بھی بتایا کہ قادیانی طریق واردات سے کس طرح بچا جا سکتا ہے اور قادیانی دجل کا توڑ کیا ہے۔ یاد رہے کہ دین اسلام قبول کرنے سے پہلے میں جب قادیانی جماعت میں تھا تو تقریباً بیس سال تک آخن میں قادیانی جماعت کے مختلف عہدوں پر کام کرتا رہا۔ اس لیے متعدد قادیانیوں کو دعوت دی گئی تھی کہ وہ آئیں، ہماری بات سنیں اور سوالات اٹھائیں، لیکن کسی قادیانی کو آنے کی ہمت نہ ہوئی۔

بعد ازاں 12 / جولائی اتوار کو جرمنی کے شہر Eschweilel میں دوستوں سے ملاقات کا نظم تھا۔ ان دوستوں کی قادیانیوں سے بحث ہوتی رہتی ہے۔ قادیانی، قادیانیت کے نام پر ان کو اصل اسلام ''احمدیت'' بتاتے ہیں۔ میں نے اُس روز ایک بجے دوپہر سے لے کر 5 بجے شام تک مرزا غلام قادیانی اور اس کے بیٹوں اور خلفاء کی اصل کتابوں کے حوالے دے کر حقیقت سے آگاہ کیا۔ ماحول پر نہایت مثبت اثرات مرتب ہوئے اور منکرین ختم نبوت کے پراپیگنڈے کا ردّ ہوا۔ پھر میں 8 اور 9 / اگست 2009ء کو جرمنی کے شہر نیورن برگ کے سفر پر نکلا۔ یہاں ایک سکھ مذہب کے پیروکار نے

اسلام قبول کیا۔ جن کا نام اب ''عبدالرحمٰن'' ہے۔ ان کو ملنے کی خواہش تھی اور کچھ اُن کی پریشانیاں تھیں جن کے لیے یہ سفر کیا۔ میں نے اُن سے کہہ کر 'تحفظ ختم نبوت'' کا پروگرام رکھوایا۔ محترم عبدالرحمٰن صاحب نے جب اسلام قبول کیا تو اُن کا ایک ''ڈسکو'' تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اُن پر کرم فرمایا اور ڈسکو فروخت کر کے مسجد بنائی۔ تحفظ ختم نبوت کے سلسلہ میں یہ پروگرام محترم عبدالرحمٰن صاحب اور امام مسجد محترم عرفان خان صاحب (امام مسجد بلال نیون برگ) نے بنایا۔ پروگرام کے آغاز میں ہی ایک دوست کہنے لگے کہ ''مجلس احرار اسلام'' ابھی ہے؟ تو میں نے جواب دیا بھائی میں آپ کے سامنے مجلس احرار اسلام کا نمائندہ اور ادنیٰ رضا کار ہی تو کھڑا ہوں! ان صاحب نے میرے بیان سے پہلے حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں اور عقیدۂ ختم نبوت کے متعلق بیان بھی کیا۔ اور شاہ جی مرحوم کی ختم نبوت کے سلسلہ میں قربانیوں کا ذکر کیا۔ وہ دوست حالات کی مجھ سے تفصیل سن کر بہت خوش ہوئے۔

میں نے اس نشست میں تفصیل کے ساتھ مرزا غلام قادیانی اور رقادیانی عقائد کا پردہ چاک کیا۔ بعد ازاں سوالات کے جوابات دیئے۔ پروگرام رات بارہ بجے تک انتہائی کامیابی کے ساتھ جاری رہا۔ دوستوں کی خواہش اور میری کوشش ہے کہ ان شاء اللہ تعالیٰ اس قسم کے پروگرام پورے جرمنی میں جاری رکھے جائیں۔

قارئین متوجہ ہوں

قارئین کی طرف سے اکثر یہ شکایت موصول ہوتی ہے کہ ہمیں سالانہ چندہ ختم ہونے کی کوئی اطلاع نہیں ملی اور رسالہ بند کر دیا گیا ہے۔ اس شکایت کے ازالے اور قارئین کی سہولت کے لیے لفافے پر پتا کے اوپر مدت خریداری درج کر دی گئی ہے۔ قارئین سے التماس ہے کہ درج شدہ مدت کے مطابق اپنا سالانہ چندہ ارسال کر کے اگلے سال کی تجدید کرالیں۔ اکثر قارئین کا زرتعاون سالانہ دسمبر 2008ء میں ختم ہو چکا تھا۔ کئی قارئین نے سالانہ چندہ ارسال کر کے نئے سال کی تجدید کرالی ہے۔ جن کا چندہ وصول نہیں ہوا، اس کے باوجود ستمبر 2009ء کا شمارہ انھیں بھی ارسال کیا جا رہا ہے۔ براہِ کرم ستمبر میں ہی اپنا سالانہ زرِتعاون 200 روپے ارسال فرما کر نئے سال کے لیے تجدید کرالیں۔ بصورت دیگر آئندہ شمارے کے لیے معذرت! (سرکولیشن منیجر)

''نقیب ختم نبوت'' کی ترسیل، شکایات اور دیگر معلومات کے لیے رابطہ نمبر: 0300-7345095

7 ستمبر: قادیانیت کا یومِ حساب

محمد الیاس میراں پوری

عقیدہ ختم نبوت کا تحفظ' ہر مسلمان کے ایمان کا جزوِ خاص ہے۔اسی مرکزی عقیدے میں نقب زنی کے لیے مختلف اعتقادی قزاقوں نے جھوٹی نبوت کا لبادہ اوڑھ کر مختلف ادوار میں لوگوں کو گمراہ کرنے کی کوشش کی لیکن ان جھوٹے مدعیانِ نبوت کا انجام کسی سے ڈھکا چھپا نہیں۔سب سے پہلے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں مسیلمہ کذاب نے نبوت کا دعویٰ کیا۔سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اس بدبخت ازلی کے خلاف جہاد کیا' جو ''جنگ یمامہ'' کے نام سے مشہور ہے۔اسی جنگ میں مسیلمہ کذاب' حضرت وحشی بن حرب رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں جہنم واصل ہوا۔اسی دور میں اسود عنسی اور سجاح نے بھی نبوت کا دعویٰ کیا اور پھر اپنے بھیانک انجام کو پہنچے۔

مجلس احرار اسلام کی تابناک تاریخ' بے لوث قربانیوں اور عزم و ایثار سے عبارت ہے۔احرار نے 1934ء میں قادیان میں احرار تبلیغ کانفرنس کر کے قادیانیت کے خلاف پہلی منظّم جدوجہد کا آغاز کیا۔ہندوستان کے معروف علماء خصوصاً حضرت مفتی کفایت اللہؒ، مولانا سید حسین احمد مدنیؒ اور مولانا ظفر علی خانؒ نے بھی کانفرنس سے خطاب کیا۔اس کے ساتھ ہی قادیان میں مدرسہ و مسجد ختم نبوت کی بنیاد رکھی گئی۔

قیامِ پاکستان کے بعد مجلس احرار اسلام نے 1953ء میں سر ظفر اللہ خان قادیانی کو وزارتِ خارجہ سے ہٹانے اور قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دلوانے کے لیے آل پارٹیز مجلس عمل تحفظ ختم نبوت کے پلیٹ فارم سے پورے ملک میں زبردست تحریک کا آغاز کیا۔ وقت کے چنگیز خان جنرل اعظم خاں نے مارشل لاء نافذ کر کے لاہور کے نہتے مسلمانوں پر گولیاں چلائیں، ریاستی تشدد کے شرم ناک استعمال سے وقتی طور پر یہ تحریک دبا دی گئی لیکن حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ نے فرمایا:

> ''میں نے اس تحریک کی صورت میں' ایک ٹائم بم نصب کر دیا ہے' وقت آنے پر یہ بم ضرور پھٹے گا اور فتنۂ مرزائیت کو اس کے انجام سے دوچار کرے گا۔''

29/اپریل 1973ء کو آزاد کشمیر اسمبلی میں میجر محمد ایوب نے قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کی قرارداد پیش اور آزاد کشمیر اسمبلی نے قادیانیوں کی اسلام اور وطن دشمن سرگرمیوں کو مدنظر رکھتے ہوئے، متفقہ طور پر اُنھیں غیر مسلم اقلیت قرار دے دیا۔آزاد کشمیر کے صدر سردار عبدالقیوم خان کو قائد احرار سید ابوذر بخاریؒ نے اس جرأت مندانہ اقدام پر' ان الفاظ میں خراجِ تحسین پیش کیا:

’’صحیح ترین بات یہ ہے کہ آزاد کشمیر کی محدود تر حکومت کی مقید ترین اسمبلی نے اس دورِ ضلالت میں ملکی اور عالمی سطح پر کسی برسر اقتدار کفر والحاد کا کوئی رعب اور خوف محسوس نہ کیا۔ اور تحریک مقدس تحفظ ختم نبوت کے شہداء کے خون بے گناہی کا روحانی پیغام قبول کر لیا ہے۔‘‘

22؍مئی 1974ء کو نشتر میڈیکل کالج ملتان کے طلبہ کا ایک گروپ، شمالی علاقہ جات میں سیر و تفریح کی غرض سے ملتان سے پشاور جانے والی گاڑی چناب ایکسپریس کے ذریعے روانہ ہوا۔ جب گاڑی ربوہ (موجودہ چناب نگر) ریلوے اسٹیشن پہنچی تو مرزائیوں نے گاڑی میں مرزا قادیانی کا کفر والحاد پر مشتمل لٹریچر تقسیم کرنا شروع کر دیا۔ جس سے طلباء اور قادیانیوں میں جھڑپ ہوتے ہوتے رہ گئی۔ 29؍مئی 1974ء کو طلبہ چناب ایکسپریس کے ذریعے واپس آ رہے تھے۔ گاڑی ربوہ ریلوے اسٹیشن پہنچی تو قادیانیوں نے طلبہ پر حملہ کر دیا اور اتنا تشدد کیا کہ وہ خون میں نہا گئے۔ جب گاڑی ختم نبوت کی خاطر لہولہان ہونے والے طلبہ کو لے کر فیصل آباد پہنچی تو پورے شہر میں غم و غصہ کی لہر دوڑ گئی۔ دیکھتے ہی دیکھتے یہ خبر پورے ملک میں جنگل کی آگ کی طرح پھیل گئی۔

پورے ملک میں احتجاجی ریلیوں، جلسوں اور جلوسوں کا سیلاب اُمڈ آیا۔ اس تحریک کا سب سے پہلا جلوس چنیوٹ میں تحریک طلباء اسلام کے صدر ملک رب نواز ایڈووکیٹ کی قیادت میں نکالا گیا۔

ابن امیر شریعت سید عطاء المحسن بخاریؒ نے گجرات میں احتجاجی جلوس سے خطاب کیا۔ اس اذیت ناک واقعے کے خلاف مجلس احرار اسلام فیصل آباد کا ایک ہنگامی اجلاس میاں محمد عالم بٹالوی کی صدارت میں منعقد ہوا۔ جس میں سانحۂ ربوہ پر احتجاج کرتے ہوئے اُس وقت کے وزیر اعلیٰ پنجاب حنیف رامے سے مطالبہ کیا گیا کہ واقعہ ربوہ کی تحقیقات کی جائے۔ 9؍جون کو مجلس عمل کی تشکیل ہوئی تو اس میں جانشین امیر شریعت مولانا سید ابوذر بخاریؒ، مولانا سید عطاء المحسن بخاریؒ اور چودھری ثناء اللہ بھٹہ نے شرکت کی۔ چیچہ وطنی میں مجلس احرار اسلام اور تحریک طلباء اسلام کے زیر اہتمام ایک پُرامن اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے ابن امیر شریعت، پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری، عبداللطیف خالد چیمہ اور محمد عباس نجمی نے کہا کہ ربوہ کا واقعہ فوری ردّ عمل کا نتیجہ نہیں بلکہ ایک سوچی سمجھی سازش ہے۔

واقعہ ربوہ کے دوسرے دن مجلس احرار اسلام کی مرکزی مجلس شوریٰ کے رکن (اب سیکرٹری جنرل) پروفیسر خالد شبیر احمد نے قادیانیوں کے سوشل بائیکاٹ کے لیے فیصل آباد میں تحریک چلائی، بیج اور سٹیکرز پر ’’قادیانیوں کا سوشل بائیکاٹ کرو‘‘ تحریر کروا کر پورے شہر میں تقسیم کیے گئے۔ اس کے بعد مجلس احرار اسلام نے لاہور سے اشتہارات، بیج اور سٹیکرز شائع کر کے پورے ملک میں تقسیم کیے۔ جس کے نتیجے میں پورے ملک میں قادیانیوں کے سوشل بائیکاٹ کی فضا بنی اور قادیانیوں کے سوشل بائیکاٹ کا نعرہ زبان زد عام ہوا۔

حکمرانوں نے حسب معمول واقعہ ربوہ کو بھی دبانے کی کوشش کی لیکن پنجاب اسمبلی میں بھی سانحہ ربوہ کی بازگشت سنی گئی۔ قادیانیوں کی اس چنگیزیت کو دیکھتے ہوئے ملک کے تمام اکابر علماء و قائدین متفق ہو گئے۔ ۹؍جون ۱۹۷۴ء کو لاہور میں مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ کی صدارت میں مجلس عمل کا اجلاس ہوا۔ مولانا مفتی محمودؒ، مولانا شاہ احمد نورانی، جانشین امیر

شریعت مولانا سید ابوذر بخاریؒ ، مولانا سید عطاء المحسن بخاریؒ ، آغا شورش کاشمیریؒ ، نوابزادہ نصراللہ خان، مولانا عبید اللہ انورؒ، مولانا عبدالستار نیازیؒ، وغیرھم ایسی نمائندہ دینی وقومی شخصیات نے اس اجلاس میں شرکت کی۔

تحریک آہستہ آہستہ زور پکڑتی جارہی تھی۔ 9/جون کے اجلاس میں مولانا محمد یوسف بنوریؒ کو مجلس عمل تحفظ ختم نبوت کا کنوینئر مقرر کیا گیا جبکہ 17 جون کو فیصل آباد کے اجلاس میں مجلس تحفظ ختم نبوت، جمعیت علماء اسلام، مجلس احرار اسلام، جمعیت علماء پاکستان، حزب الاحناف، مرکزی جمعیت اہل حدیث، جماعتِ اسلامی، مسلم لیگ، پاکستان جمہوری پارٹی اور دیگر مختلف دینی و سیاسی جماعتوں کی مرکزی قیادت نے بھرپور شرکت کی۔ چونکہ مختلف مکاتب فکر اور مختلف سیاسی جماعتوں سے تعلق رکھنے والے قائدین موجود تھے۔ ہر ایک کی خواہش تھی کہ یہ سعادت ہمارے حصے میں آئے۔ بالآخر مولانا سید ابوذر بخاریؒ اور شورش کاشمیریؒ کی گہری بصیرت سے یہ مشکل مرحلہ بہ آسانی حل ہوگیا۔ چنانچہ حضرت علامہ بنوریؒ کو صدر اور علامہ محمود احمد رضویؒ کو مرکزی مجلس عمل تحفظ ختم نبوت کا سیکرٹری جنرل منتخب کیا گیا۔تحریک کو مزید موٴثر اور طاقتور بنانے کے لیے آغا شورش کاشمیریؒ، مولانا مفتی محمودؒ، مولانا سید ابوذر بخاریؒ، علامہ محمود احمد رضویؒ، مولانا شاہ احمد نورانی، مولانا سید عطاء المحسن بخاریؒ اور دیگر جید علماء کرام نے ملک کے طوفانی دورے کیے اور مسلمانوں کو قادیانیت کا حقیقی چہرہ دکھایا۔مولانا سید ابوذر بخاریؒ کے وارنٹ گرفتاری جاری ہوگئے۔امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کے فرزند مولانا سید عطاء المحسن بخاری کو ڈیفنس آف پاکستان رولز کے تحت گرفتار کرلیا گیا۔وہ چار ماہ تک گجرات جیل میں قید رہے۔مجلس عمل کی قیادت نے مولانا سید عطاء المحسن بخاریؒ کی گرفتاری پر شدید احتجاج کیا اور انھیں رہا کرنے کا مطالبہ کیا۔

جلیس سلاسل نے اپنی کتاب ''ٹیبل ٹاکس'' میں لکھا ہے کہ: ایک روز کراچی کے جبیس ہوٹل میں سابق رکن قومی اسمبلی و پاکستان دستور کمیشن کے چیئرمین مولانا ظفر احمد انصاری آئے اور وزیراعظم بھٹو کا پیغام دیتے ہوئے آغا شورش کاشمیری سے کہا کہ آپ ملک سے باہر چلے جائیں۔اس لیے کہ بھٹو صاحب قادیانیوں کو اقلیت قرار دینے کا فیصلہ کر چکے ہیں اور ان کا خیال ہے کہ اس کا کریڈٹ قوم آپ کو دے دے گی۔آغا شورش نے کہا کہ وزیراعظم سے کہہ دیں کہ میں ملک سے باہر قطعی نہیں جاؤں گا اور اگر وہ کریڈٹ کے ہی خواہش مند ہیں تو میں اور ''چٹان'' یہ کریڈٹ ان کو ہی دے دیں گے۔ مجھے کریڈٹ سے کوئی دلچسپی نہیں ہے۔ میں خود قوم سے کہوں گا کہ اس کارنامے کا کریڈٹ بھٹو صاحب کو دے۔ میرا تو معاملہ ہی دوسرا ہے۔عشق رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کسی کریڈٹ کا محتاج نہیں ہوتا۔شورش کاشمیری نے بھٹو صاحب سے ملاقات میں گفتگو کرتے ہوئے کہا:

> ''بھٹو صاحب! ہمارے پاس کون سی عظمت ہے۔ایک سو سال سے اپنے آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت و عظمت بحال نہیں کراسکے۔ہم سے زیادہ ذلیل قوم کسی ملک نے آج تک پیدا نہیں کی ہوگی۔ہم اُسی وقت عزت وعظمت کا تاج سر پر رکھ سکتے ہیں جب قادیانیوں سے محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا تاج چھین کر سید کونین صلی اللہ علیہ وسلم کو راضی کرلیں، پھر شورش نے روتے ہوئے بھٹو کے سامنے اپنی جھولی پھیلا کر کہا: میں آپ سے اپنے اور آپ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم المرسلینی کی بھیک مانگتا ہوں۔آپ میری زندگی کی تمام نیکیاں اور خدمات

لے لیں۔ میں خدا کے حضور خالی ہاتھ چلا جاؤں گا مگر خدا کے لیے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی حفاظت کر دیجیے۔ یہ میری جھولی نہیں۔ فاطمہ بنت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جھولی ہے جس کی جھولی پر قادیانی حملہ آور ہیں۔''

بھٹو صاحب یہ سن کر لرز اُٹھے۔ ان کا کہنا تھا کہ اب اس سے زیادہ مجھ میں سننے کی تاب نہ تھی۔ میرے بدن میں ایک جھرجھری سی آئی۔ میں بھی آخر مسلمان تھا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا کلمہ پڑھتا تھا۔ اس موقع پر شورش نے بات چیت کا رخ جذبات کی طرف موڑ دیا تھا اور میں اپنے مسلمان ہونے کی حیثیت کے سوا سب کچھ بھول گیا تھا۔ میں نے شورش سے وعدہ کرلیا تھا کہ میں قادیانی مسئلہ ضرور بالضرور حل کروں گا۔ شورش مجھ سے وعدہ لے کر چلا گیا اور میں سوچتا رہا کہ شاید اس شخص نے مجھ پر جادو کیا ہے لیکن مجھ جیسے شخص کو قائل کرنے کے لیے ایک جذباتی ماحول پیدا کرنا صرف شورش کا کام تھا۔

کرنل رفیع الدین (جو راولپنڈی جیل میں ذوالفقار علی بھٹو کی نگرانی پر مامور تھے) نے اپنی کتاب ''بھٹو کے آخری 323 دن'' میں بھٹو صاحب کے بارے میں لکھا ہے::

''احمدی مسئلہ! یہ ایک مسئلہ تھا جس پر بھٹو صاحب نے کئی بار کچھ نہ کچھ کہا۔

ایک دفعہ کہنے لگے: رفیع! یہ لوگ چاہتے ہیں کہ ہم ان کو پاکستان میں وہ مرتبہ دیں جو یہودیوں کو امریکہ میں حاصل ہے۔ یعنی ہماری ہر پالیسی ان کی مرضی کے مطابق چلے۔

ایک بار انھوں نے کہا کہ قومی اسمبلی نے ان کو غیر مسلم قرار دے دیا ہے۔ اس میں میرا کیا قصور ہے؟

ایک دن اچانک مجھ سے پوچھا کہ کرنل رفیع الدین! کیا احمدی آج کل یہ کہہ رہے ہیں کہ میری موجودہ مصیبتیں ان کے خلیفہ کی بد دعا کا نتیجہ ہیں کہ میں کال کوٹھڑی میں پڑا ہوں۔

ایک مرتبہ کہنے لگے کہ بھئی اگر ان کے اعتقاد کو دیکھا جائے تو وہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری نبی نہیں مانتے اور اگر وہ مجھے اپنے آپ کو غیر مسلم قرار دینے کا ذمہ دار ٹھہراتے ہیں تو کوئی بات نہیں، پھر کہنے لگے: میں تو بڑا گناہ گار ہوں اور کیا معلوم کہ میرا یہ عمل ہی میرے گناہوں کی تلافی کر جائے اور اللہ تعالیٰ میرے تمام گناہ اس نیک عمل کی بدولت معاف کر دے۔

بھٹو صاحب کی باتوں سے میں یہ اندازہ لگایا کرتا تھا کہ شاید انھیں گناہ وغیرہ کا کوئی خاص احساس نہ تھا لیکن اس دن مجھے معلوم ہوا کہ معاملہ اس کے برعکس ہے۔''

مجلس احرار اسلام کے امیر مولانا سید ابوذر بخاریؒ نے 28/جولائی 1974 کو ملتان میں پریس کانفرنس کرتے ہوئے مجلس عمل کے صدر مولانا محمد یوسف بنوریؒ کو اپنے بھرپور تعاون کا یقین دلاتے ہوئے فرمایا کہ مجلس احرار اسلام، مجلس عمل کی تحریک کو کامیابی سے ہم کنار کر کے دم لے گی۔ مولانا سید ابوذر بخاری کے خطاب کو اخبارات نے بھرپور کوریج دی۔

مولانا سید ابوذر بخاریؒ نے اپنے وفد کے ساتھ اگست 1974ء کو لاہور میں مجلس عمل کے اجلاس میں شرکت کی اور اسی دن شام کو جلسے سے بھی خطاب کیا۔ شورش کاشمیری بیمار ہونے کی وجہ سے اس جلسہ میں تو شرکت نہ کر سکے لیکن لاہور اور لائل پور (فیصل آباد) میں مجلس عمل کے اجلاسوں میں شریک ہوتے رہے۔ اور راولپنڈی کے جلسہ سے خطاب بھی کیا۔

یکم ستمبر 1974ء کو لاہور میں بادشاہی مسجد میں مجلس عمل کا تاریخی جلسہ ہوا جس میں مولانا سید محمد یوسف بنوری، مفتی

محمود، سید مودودی، سید ابوذر بخاری، مولانا عبدالحق، مظفر علی شمسی، علامہ احسان الٰہی ظہیر، مولانا عبدالقادر روپڑی اور دیگر مقررین نے خطاب کیا۔

اس مقدس تحریک میں طلبہ تنظیمیں بھی پیش پیش تھیں۔ اسلامی جمعیت طلبہ، جمعیت طلبہ اسلام، انجمن طلبہ اسلام اور تحریک طلبا اسلام کی خدمات کو فراموش نہیں کیا جاسکتا۔ تحریک طلباء اسلام کے مرکزی صدر ملک رب نواز چنیوٹی کی شعلہ نوائی سے خائف ہو کر انہیں گرفتار کرنے کے لیے وارنٹ گرفتاری جاری کردیئے لیکن انھوں نے ہائی کورٹ سے قبل از گرفتاری ضمانت کرالی۔ آخر ملتان کے جلسہ میں تقریر کے مقدمہ میں انھیں گرفتار کرلیا گیا۔ تحریک طلباء اسلام کے مرکزی ناظم اعلیٰ محمد عباس نجمی، عبداللطیف خالد چیمہ، حافظ محمد یوسف سیال، سید محمد ارشد بخاری اور سید محمد کفیل بخاری نے لاہور، ملتان، فیصل آباد، راولپنڈی، بہاول پور، گجرات، گوجرانوالہ اور کراچی کے جلسوں میں قائدِ احرار سید ابوذر بخاری اور مولانا سید عطاء المحسن بخاریؒ کے ہمراہ شرکت کی۔

حکومت بالآخر تحریک کے آگے گھٹنے ٹیکنے پر مجبور ہوگئی۔ قومی اسمبلی کی خصوصی کمیٹی قائم کردی گئی۔ جسے فریقین کی بات سن کر فیصلہ کرنا تھا۔ قومی اسمبلی میں مجلس عمل کی نمائندگی مولانا مفتی محمودؒ، مولانا شاہ احمد نورانیؒ، پروفیسر غفور احمد، مولانا غلام غوث ہزارویؒ، مولانا عبدالحقؒ (شیخ الحدیث جامعہ حقانیہ اکوڑہ خٹک) اور دیگر ارکان کر رہے تھے۔ مذکورہ حضرات نے شب و روز کی مساعی جمیلہ سے وہ تمام لٹریچر جمع کیا جو خصوصی کمیٹی کے لیے ضروری تھا۔

شہداءِ ختم نبوت کا مقدس خون اور قائدین تحریک تحفظ ختم نبوت کی بےلوث قربانیاں رنگ لے آئیں۔ قومی اسمبلی نے مرزا ناصر پر گیارہ دن تک اور مرزائیت کی لاہوری شاخ کے امیر صدرالدین پر سات گھنٹے مسلسل بحث کی۔ 7؍ستمبر 1974ء کا وہ مبارک دن آ پہنچا' جب قومی اسمبلی نے متفقہ طور پر سہ پہر 4 بج کر 35 منٹ پر قادیانیوں کی دونوں شاخوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دے دیا۔ ذوالفقار علی بھٹو نے قائد ایوان کی حیثیت سے خصوصی خطاب کیا۔ عبدالحفیظ پیرزادہ نے اس سلسلے میں آئینی ترمیم کا تاریخی بل پیش کیا اور جب یہ بل متفقہ رائے سے منظور ہوگیا تو حزبِ اقتدار و حزبِ اختلاف فرطِ خوشی و مسرت سے آپس میں بغل گیر ہوئے۔ مجلس احرار اسلام کی جانب سے یہ تاریخ ساز فیصلہ کرنے پر وزیر اعظم ذوالفقار علی بھٹو کو مبارک باد کا تار بھیجا گیا۔ جس کے جواب میں بھٹو نے کہا کہ یہ سب کچھ آپ لوگوں کی محنت کا ثمر ہے۔ اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اس نے مجھ گناہ گار سے یہ عظیم کام لے لیا ہے۔

اس تاریخ ساز فیصلے کے بعد 9؍ستمبر کو ملتان میں امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری کے مزار پر مجلس احرار اسلام کی جانب سے ایک ہفتہ کے لیے کیمپ لگایا گیا۔ جس میں ملک بھر سے مختلف شخصیات خراجِ عقیدت پیش کرنے کے لیے آتی رہیں۔ مولانا مفتی محمود، مولانا غلام غوث ہزاروی اور ولی خان بھی اس کیمپ میں آئے اور شاہ جی کی خدمات کو خراجِ عقیدت پیش کرتے ہوئے کہا کہ شاہ جی کا لگایا ہوا پودا آج ثمر آور درخت بن چکا ہے۔ یہ شاہ جی کی محنت اور خلوص کا نتیجہ ہے کہ آج قادیانی غیر مسلم اقلیت قرار دے دیئے گئے۔ اس طرح یہ تاریخ ساز دن علماءِ حق اور شہداءِ ختم نبوت کی بےلوث قربانیوں کی فتح کا دن ثابت ہوا۔

7 ستمبر 1974ء

قادیانیوں کے خلاف پارلیمنٹ کے تاریخی فیصلے کی سپریم کورٹ سے توثیق

محمد متین خالد

حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے آخری نبی اور رسول ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی قسم کا کوئی تشریعی، غیر تشریعی، ظلی، بروزی یا نیا نبی نہیں آئے گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جو شخص بھی نبوت کا دعویٰ کرے، وہ کافر، مرتد، زندیق اور واجب القتل ہے۔ قرآن مجید کی ایک سو سے زائد آیات مبارکہ اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تقریباً دوسو دس احادیث مبارکہ اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے آخری نبی اور رسول ہیں۔ اس بات پر ایمان ''عقیدۂ ختمِ نبوت'' کہلاتا ہے۔ ختمِ نبوت اسلام کا متفقہ، اساسی اور اہم ترین بنیادی عقیدہ ہے۔ دین اسلام کی پوری عمارت اس عقیدہ پر کھڑی ہے۔ یہ ایک ایسا حساس عقیدہ ہے کہ اگر اس میں شکوک وشبہات کا ذرا سی بھی رخنہ پیدا ہو جائے تو ایک مسلمان نہ صرف اپنی متاعِ ایمان کھو بیٹھتا ہے بلکہ وہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت سے بھی خارج ہو جاتا ہے۔ پوری امت مسلمہ کا اس امر پر اجماع ہے کہ سب سے اوّل نبی حضرت آدم علیہ السلام اور سب سے آخری حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ تاریخ کے مختلف ادوار میں جھوٹے مدعیان نبوت اور ان کے پیروکار ہمیشہ تاویلات اور جھوٹی باتوں کو بنیاد بنا کر دین اسلام میں تبدیلی وتحریف کی کوشش کرتے رہے ہیں۔ منکرینِ ختم نبوت اپنی شپرہ چشمی کو آفتاب، کج فہمی کو دلیل، بکاین کو انگور، زہر کو امرت، ظلمت کو اُجالا اور پیتل کو زرِ خالص تسلیم کروانے پر مُصر رہے مگر امت مسلمہ نے دین اسلام میں ذرا سی بھی تبدیلی، تحریف یا کمی بیشی کو گوارا نہ کیا۔ بلکہ ہر قسم کے مشکل اور نامساعد حالات کا مقابلہ کرتے ہوئے دل وجان سے عقیدۂ ختم نبوت کی حفاظت کی اور منکرینِ ختم نبوت کے خلاف بھرپور جہاد کیا۔ منکرین ختم نبوت ٹانک وائن کی بدمستی میں ختم نبوت کا چراغ پھونکوں سے بجھانے کی ناپاک سازشیں کرتے رہے مگر نورِ ایمان کے حامل مجاہدینِ ختم نبوت نے جھوٹے مدعیان نبوت اور ان کے پیروکاروں کے خلاف ناقابل فراموش سرفروشی اور جانثاری کے ایسے ایمان پرور مناظر پیش کیے جس سے نہ صرف حق کا سر بلند ہوا بلکہ منکرین ختم نبوت کو ان کے مکروہ عزائم سمیت ملیامیٹ کر دیا۔

موجودہ دور میں منکرینِ ختم نبوت کا گروہ فتنۂ قادیانیت کے نام سے پہچانا جاتا ہے۔ اس فتنہ کا بانی آنجہانی مرزا غلام احمد قادیانی تھا جس نے انگریزوں کے اشارے پر قادیان (گورداسپور، بھارت) میں نبوت کا دعویٰ کیا۔ پھر

سلطنت برطانیہ کی سرپرستی میں اپنی بھونڈی تاویلات اور تحریفات کے ذریعے امت محمدیہ کے مستحکم قلعہ میں شگاف ڈالنے اور ملت اسلامیہ کو پارہ پارہ کرنے کی ناپاک سازشیں کیں۔ مرزا قادیانی اور اس کے پیروکاروں نے اسی پر بس نہیں کیا بلکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور شعائر اسلامی کی توہین بھی شروع کردی۔ اسلام اور اس کی مقدس شخصیات کے خلاف قادیانیوں کی گستاخیوں اور ہرزہ سرائیوں کو اکٹھا کیا جائے تو کئی دفتر تیار ہو سکتے ہیں۔ قادیانیوں کی طرف سے شان رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں کی جانے والی بعض گستاخیاں ایسی ہیں جنھیں پڑھ کر کلیجہ منہ کو آتا اور آنکھوں میں خون اتر آتا ہے۔ ربوہ کے قادیانی قبرستان میں ہر قبر پر لکھا ہوا ہے کہ یہ مردہ اور اس کی ہڈیاں یہاں امانتاً دفن ہیں' حالات سازگار ہونے پر اکھنڈ بھارت کے قیام اور پاکستان کے انہدام کے بعد انھیں قادیان (بھارت) منتقل کیا جائے گا، ربوہ میں قادیانی لیٹرینوں پر ''کلمہ طیبہ'' لکھا جاتا ہے...... (نعوذ باللہ) جہاں علی الاعلان آنجہانی مرزا قادیانی کو ''محمد رسول اللہ'' کہہ کر پیش کیا جاتا ہے...... تحریف شدہ قرآن مجید شائع کر کے پوری دنیا میں پھیلائے جاتے ہیں...... مرزا قادیانی کی بیوی نصرت جہاں بیگم کو ''ام المومنین'' کے روپ میں پیش کیا جاتا ہے۔ (نعوذ باللہ)...... ربوہ...... جہاں کوئی غیر قادیانی (مسلمان) حتیٰ کہ صدر مملکت بھی مطلق العنان ''خلیفہ'' کی اجازت حاصل کیے بغیر داخل نہ ہوسکتا تھا...... جہاں ''ریاست اندر ریاست'' قائم تھی' جس کا اپنا ایک سیاسی نظام ہے' جن کے اپنے اسٹام پیپرز' بینک' دارالقضاۃ (تھانہ)' کیلنڈر (مہینوں کے نام وغیرہ) ہیں۔ جہاں خلافت کے نام پر ایک آمرانہ نظام وضع کیا گیا ہے' جس کی چیرہ دستیوں سے حق کا متلاشی کوئی قادیانی محفوظ نہ ہے...... ''مربیان'' کی اکثریت پیٹ کی مجبوریوں کی وجہ سے ذلت اور خواری پر مجبور ہے' جہاں مذہب کے نام پر تجارت ہوتی ہے...... جہاں جنت اور دوزخ کے نام پر لوگوں کو بے وقوف بنایا جاتا ہے' ربوہ جیسے ''ویٹیکن سٹی'' بنانے کی ناکام کوشش کی گئی، جہاں سے ان کا اپنے مرکز حیفہ (اسرائیل) سے براہ راست رابطہ برقرار رہتا ہے' جہاں ریٹائرڈ قادیانی فوجی افسروں پر مشتمل ''فرقان فورس'' اور ''خدام الاحمدیہ'' ایسی تربیت یافتہ تنظیمیں پاکستان دشمن طاقتوں کے ایماء پر ملکی امن و امان غارت کرنے کے لیے ہر وقت تخریبی سازشوں کے جال بنتی رہتی ہیں...... جہاں خلیفہ سے معمولی اختلاف کرنے والے ''گستاخ'' کو موت کے گھاٹ اتار دیا جاتا ہے' جہاں 1967ء میں سقوط بیت المقدس' 1971ء میں سقوط ڈھاکہ' 1974ء میں شاہ فیصل کی شہادت' 1979ء میں ذوالفقار علی بھٹو کی سزائے موت' 1988ء میں جنرل ضیاء الحق اور پاک افواج کے دیگر اعلیٰ افسران کی اجتماعی شہادت' 1998ء میں بھارتی ایٹمی دھماکوں اور دسمبر 2001ء میں افغانستان پر امریکی قبضہ کی خوشی میں تمام قادیانیوں نے جشن منایا۔ جہاں قادیانی جلسوں میں (نعوذ باللہ) ''احمدیت زندہ باد'' ...... ''محمدیتﷺ مردہ باد'' ...... ''مرزا قادیانی کی جے'' ...... کے نعرے لگائے جاتے ہیں۔ جہاں پاک فضائیہ کے سابق سربراہ ایئر مارشل ظفر چودھری نے جہازوں کی ایک ٹولی کی قیادت کرتے ہوئے 1973ء میں قادیانی جلسہ میں اپنے ''خلیفہ'' مرزا ناصر کو سلامی دی تھی' اس موقع پر قادیانی خلیفہ نے اپنے پیروکاروں کو خوشخبری دی کہ '' پھل پک چکا ہے...... جلد ہی ہماری جھولی میں گرنے والا ہے'' ...... علی ہذا القیاس ربوہ میں اس اسلام اور پاکستان کے خلاف بہت زیادہ سازشیں تیار ہوتی ہیں۔

قادیانیوں کے کفریہ عقائد کی بناء پر ملک کی منتخب جمہوری حکومت نے متفقہ طور پر 7 ستمبر 1974 کو انہیں غیر مسلم اقلیت قرار دیا اور آئین پاکستان کی شق (2)160 اور (3)260 میں اس کا اندراج کر دیا۔ جمہوری نظامِ حکومت میں کوئی بھی اہم فیصلہ ہمیشہ اکثریتی رائے کی بنیاد پر کیا جاتا ہے۔ لیکن یہ دنیا کی تاریخ کا واحد واقعہ ہے کہ حکومت نے فیصلہ کرنے سے پہلے قادیانی جماعت کے سربراہ مرزا ناصر کو پارلیمنٹ کے سامنے اپنا موقف پیش کرنے کا پورا پورا موقع دیا۔ یحییٰ بختیار کی جرح کے دوران مرزا ناصر احمد نے اپنے ان تمام مذہبی عقائد کو تسلیم کیا جس پر پوری امت مسلمہ کو قادیانیوں سے نہ صرف شدید اختلاف ہے بلکہ وہ اسے، اپنے مذہب میں مداخلت بھی سمجھتے ہیں اور یہی وجہ ہے کہ قادیانیوں کے ان عقائد کی سرعام تبلیغ و تشہیر کی وجہ سے ملک عزیز میں کئی بار لاء اینڈ آرڈر کی صورت حال بھی پیدا ہوئی۔ لیکن افسوس کی بات یہ ہے کہ قادیانی، پارلیمنٹ کے اس متفقہ فیصلے کو تسلیم کرنے سے یکسر انکاری ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ دنیا کی کوئی حکومت ، پارلیمنٹ یا کوئی اور ادارہ انہیں ان کے عقائد کی بناء پر غیر مسلم قرار نہیں دے سکتا بلکہ اُلٹا وہ مسلمانوں کو کافر اور خود کو مسلمان کہتے ہیں اور آئین میں دی گئی اپنی حیثیت تسلیم نہیں کرتے۔

قادیانی آئینی طور پر غیر مسلم ہونے کے باوجود بھی سرعام شعائر اسلامی کی بے حرمتی اور اپنے باطل مذہب کی تبلیغ و تشہیر کرتے رہے۔ چنانچہ اس سے روکنے کے لیے 26 اپریل 1984ء کو حکومت پاکستان نے امتناع قادیانیت آرڈیننس جاری کیا جس کی رو سے قادیانی اپنے مذہب کے لیے اسلامی اصطلاحات استعمال نہیں کر سکتے۔ اس سلسلہ میں تعزیرات پاکستان میں دفعہ 298/B کا 298/C کا اضافہ کیا گیا جس کی رو سے کوئی قادیانی خود کو مسلمان نہیں کہلوا سکتا اور نہ ہی اپنے مذہب کو بطور اسلام پیش کر سکتا ہے اور نہ ہی شعائر اسلامی کا استعمال کر سکتا ہے۔ خلاف ورزی کی صورت میں وہ 3 سال قید اور جرمانہ کی سزا کا مستوجب ہوگا۔ قادیانیوں نے اس پابندی کو وفاقی شرعی عدالت، لاہور ہائی کورٹ، کوئٹہ ہائی کورٹ وغیرہ میں چیلنج کیا جہاں انھیں ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا۔ بالآخر قادیانیوں نے پوری تیاری کے ساتھ سپریم کورٹ آف پاکستان میں اپیل دائر کی کہ انھیں شعائر اسلامی استعمال کرنے کی اجازت دی جائے۔ سپریم کورٹ آف پاکستان کے فل بنچ نے اس کیس کی مفصل سماعت کی۔ دونوں اطراف سے دلائل و براہین دیے گئے۔ اصل کتابوں سے متنازع ترین حوالہ جات پیش کیے گئے۔ یہ بھی یاد رہے کہ سپریم کورٹ کے یہ جج صاحبان کسی دینی مدرسہ یا اسلامی دارالعلوم کے مفتی صاحبان نہیں تھے بلکہ انگریزی قانون پڑھے ہوئے تھے۔ ان کا کام آئین و قانون کے تحت انصاف مہیا کرنا ہوتا ہے۔ فاضل جج صاحبان نے جب قادیانی عقائد پر نظر دوڑائی تو وہ لرز کر رہ گئے۔ فاضل جج صاحبان کا کہنا تھا کہ قادیانی اسلام کے نام پر لوگوں کو دھوکہ دیتے ہیں جبکہ دھوکہ دینا کسی کا بنیادی حق نہیں ہے اور نہ ہی اس سے کسی کے حقوق سلب ہوتے ہیں۔ سپریم کورٹ آف پاکستان کے فل بنچ کے تاریخی فیصلہ ظہیر الدین بنام سرکار، (1993 SCMR 1718) کی رو سے کوئی قادیانی خود کو مسلمان نہیں کہلوا سکتا اور نہ ہی اپنے مذہب کی تبلیغ کر سکتا ہے۔ خلاف ورزی کی صورت میں وہ تعزیرات پاکستان کی دفعہ 298-C کے تحت 3 سال قید کا مستوجب ہے۔ اس کے باوجود قادیانی آئین، قانون اور اعلیٰ عدالتی

فیصلوں کا مذاق اڑاتے ہوئے خود کو مسلمان کہلواتے، اپنے مذہب کی تبلیغ کرتے، گستاخانہ لٹریچر تقسیم کرتے، شعائر اسلامی کا تمسخر اڑاتے اور اسلامی مقدس شخصیات و مقامات کی توہین کرتے ہیں۔ ستم ظریفی یہ ہے کہ قادیانیوں کی ان آئین شکن، خلاف قانون اور انتہائی اشتعال انگیز سرگرمیوں پر قانون نافذ کرنے والے ادارے مجرمانہ غفلت اور خاموشی اختیار کیے ہوئے ہیں جس سے بعض اوقات لاء اینڈ آرڈر کی صورتحال پیدا ہو جاتی ہے۔ خود سپریم کورٹ کے فل بنچ نے اپنے نافذ العمل فیصلہ میں لکھا:

> ''ہر مسلمان کے لیے جس کا ایمان پختہ ہو، لازم ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اپنے بچوں، خاندان، والدین اور دنیا کی ہر محبوب ترین شے سے بڑھ کر پیار کرے۔'' (''صحیح بخاری'' ''کتاب الایمان''، ''باب حب الرسول من الایمان'') کیا ایسی صورت میں کوئی کسی مسلمان کو مورد الزام ٹھہرا سکتا ہے۔ اگر وہ ایسا دل آزار مواد جیسا کہ مرزا صاحب نے تخلیق کیا ہے سننے، پڑھنے یا دیکھنے کے بعد اپنے آپ پر قابو نہ رکھ سکے؟ اگر کسی قادیانی کو انتظامیہ کی طرف سے یا قانوناً شعائر اسلام کا علانیہ اظہار کرنے یا انہیں پڑھنے کی اجازت دے دی جائے تو یہ اقدام اس کی شکل میں ایک اور ''رشدی'' (یعنی رسوائے زمانہ گستاخ رسول ملعون سلمان رشدی جس نے شیطانی آیات نامی کتاب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں بے حد توہین کی) تخلیق کرنے کے مترادف ہوگا۔ کیا اس صورت میں انتظامیہ اس کی جان، مال اور آزادی کے تحفظ کی ضمانت دے سکتی ہے اور اگر دے سکتی ہے تو کس قیمت پر؟ ردعمل یہ ہوتا ہے کہ جب کوئی قادیانی سرعام کسی بلے کارڈ، بیج یا پوسٹر پر کلمہ کی نمائش کرتا ہے یا دیوار یا نمائشی دروازوں یا جھنڈیوں پر لکھتا ہے یا دوسرے شعائر اسلامی کا استعمال کرتا یا انہیں پڑھتا ہے تو یہ علانیہ رسول اکرمؐ کے نام نامی کی بے حرمتی اور دوسرے انبیائے کرام کے اسمائے گرامی کی توہین کے ساتھ ساتھ مرزا صاحب کا مرتبہ اونچا کرنے کے مترادف ہے جس سے مسلمانوں کا مشتعل ہونا اور طیش میں آنا ایک فطری بات ہے اور یہ چیز نقض امن عامہ کا موجب بن سکتی ہے، جس کے نتیجہ میں جان و مال کا نقصان ہوسکتا ہے۔'' ...... ''ہم یہ بھی نہیں سمجھتے کہ قادیانیوں کو اپنی شخصیات، مقامات اور معمولات کے لیے نئے خطاب، القاب یا نام وضع کرنے میں کسی دشواری کا سامنا کرنا پڑے گا۔ آخر کار ہندوؤں، عیسائیوں، سکھوں اور دیگر برادریوں نے بھی تو اپنے بزرگوں کے لیے القاب و خطاب بنا رکھے ہیں۔'' (ظہیر الدین بنام سرکار 1993 SCMR 1718ء)

افسوس ہے کہ قادیانی آئین میں دی گئی اپنی حقیقت کو ماننے سے انکاری ہیں اور سپریم کورٹ کے فیصلے کو بھی تسلیم نہیں کرتے۔ اس صورتحال میں حکومت کا فرض ہے کہ وہ قادیانیوں کو آئین اور قانون کا پابند بنائے تا کہ ملک بھر میں کہیں بھی لا اینڈ آرڈر کی صورتحال پیدا نہ ہو۔ حضرت عمر فاروقؓ کا قول ہے کہ قانون پر عملدرآمد ہی اصل قانون ہے۔

آخری قسط

سفر برطانیہ اور مختلف اجتماعات میں شرکت

عبداللطیف خالد چیمہ (سیکرٹری جنرل مجلس احرار اسلام پاکستان)

5/ جولائی کو ختم نبوت ایجوکیشن سنٹر برمنگھم میں ہونے والی سالانہ ''عظمتِ صحابہ کانفرنس'' سے فراغت کے بعد لاہور سے تعلق رکھنے والے ہمارے ہم فکر ساتھی ندیم عمر کے ساتھ میں برمنگھم میں اپنی قدیمی قیام گاہ بھائی محمد سعید (جن کا تعلق چیچہ وطنی سے ہے اور ہمارے پرانے دوستوں میں سے ہیں) کے گھر پہنچا۔ 7/ جولائی کو ظہر کی نماز کے بعد مولانا اکرام الحق خیری کی ضیافت میں شرکت کی اور 8/ جولائی کو مولانا امداد الحسن نعمانی کی رہائش گاہ پر حسبِ سابق ناشتے کی نشست میں مولانا اکرام الحق خیری، مولانا عبدالحمید وٹو، صاحبزادہ خالد محمود قاسمی، سید سلمان گیلانی، محمد حنیف شاہد رام پوری، طاہر بلال جھنگوی اور دیگر حضرات میں تبادلۂ خیال کے بعد مولانا امداد الحسن نعمانی مجھے کوچ اسٹیشن پر چھوڑ آئے۔ جہاں سے پانچ گھنٹے کی مسافت کے بعد میں ہڈرزفیلڈ پہنچا تو حاجی محمد رفیق اور ان کے بیٹے محمد ابوبکر کے ہمراہ کوچ اسٹیشن سے ان کے گھر پہنچا اور عصر کے بعد ہی احباب سے ملاقاتوں کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ ہڈرزفیلڈ میں میرا قیام حاجی محمد رفیق کے ہاں ہی رہتا ہے۔ اپنی محنت مزدوری کے علاوہ مولانا محمد اکرم کے ہاں مدرسہ ختم نبوت (مسجد بلال) میں جز وقتی قرآن پاک کی تدریس سے بھی وابستہ ہیں۔

10/ جولائی کی جامع مسجد عثمان (رضی اللہ عنہ) اپر جارج سٹریٹ میں نماز جمعۃ المبارک کے اجتماع میں ختم نبوت اور قادیانی ریشہ دوانیوں کے حوالے سے گفتگو ہوئی۔ 11 جولائی کو شیخ عبدالواحد گلاسگو سے حسبِ سابق تشریف لے آئے اور عزیزم محمد ابوبکر رفیق کے ہمراہ ہم نے شیخ محمد طارق کی ضیافت میں شرکت کی۔ بعد ازاں حضرت مولانا مقبول احمد مرحوم کے داماد حافظ منصور احمد کے دفتر میں شاہین ختم نبوت حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ العالی سے اچانک ملاقات نعمتِ غیر مترقبہ سے کم نہ تھی۔ ہڈرزفیلڈ سے شیخ عبدالواحد اور راقم راچڈیل پہنچے۔ اپنے پرانے مہربان حاجی محمد انور جو علیل ہیں کی بیمار پرسی کے بعد تبلیغی بھائی ظفر اقبال اور ظفر اقبال رامے کی ضیافت میں شرکت کے بعد بہت تاخیر سے مانچسٹر آصف سردار کے ہاں پہنچ کر آرام کیا اور 12/ جولائی کو مانچسٹر کے قبرستان میں مولانا قاری محمد عمران خان جہانگیری رحمۃ اللہ علیہ کی قبر پر حاضری دی اور دعائے خیر سے اپنا غم ہلکا کیا۔ بعد ازاں آشٹن انڈر لائن میں بھائی علی احمد کے ہاں قیام کیا۔ بھائی

محمد اسحاق اور مرزا محمد سعید جیسے بے تکلف معاونین سے حسبِ سابق گپ شپ رہی۔

13 رجولائی کو ہم آشٹن انڈر لائن سے روانہ ہوئے اور پرسٹن میں وزیر آباد سے تعلق رکھنے والے احراری خاندان کے زندہ دل فرد جناب میر محمد انور سے مل کر شام سے پہلے گلاسگو پہنچ گئے۔ گلاسگو میں میرا قیام تو شیخ عبدالواحد کے ہاں ہی ہوتا ہے لیکن محمد اکرم راہی اُن کے برادرِ نسبتی محمد اشرف اور ہمارے محترم حافظ ظہور احمد ہمیں مصروف رکھنے کے لیے اپنا وقت نکالتے ہیں۔ عمومی طور پر یہ تأثر ہے کہ بیرون ممالک لوگ ہم جیسوں کو وقت نہیں دے پاتے لیکن عام طور پر میرا تأثر اس سے مختلف ہے۔ ہاں اس کے لیے کچھ سلیقے کی ضرورت ہوتی ہے اور وہاں کے مقیمین کی روزمرہ کی شیڈولڈ مصروفیات کو قرینے سے ملحوظ رکھنا پڑتا ہے۔ اس دفعہ گلاسگو کے لیے وقت کم تھا اور شیخ عبدالواحد نے اپنی اکثر مصروفیات کو میرے لیے ترک کیے رکھا۔ اللہ تعالیٰ سب حضرات کو جزائے خیر سے نوازیں۔ (آمین)

16 رجولائی کو شیخ عبدالواحد کی معیت میں محترم حافظ محمد ظہور الحق اور راقم نے گلاسگو کے مرکزی قبرستان میں اعجاز نسیم رحمتہ اللہ علیہ کی قبر پر دعائے خیر کی اور حضرت مولانا مفتی مقبول احمد رحمتہ اللہ علیہ کی قبر پر بھی حاضری ہوئی۔ 17 رجولائی کو مسجد پیزلی روڈ ویسٹ جہاں دارالعلوم کراچی کے فاضل مولانا عتیق الرحمٰن خطیب ہیں۔ عقیدۂ ختم نبوت اور ردّ قادیانیت کے حوالے سے گفتگو ہوئی۔ اسی شام بھائی محمد اکرم راہی کی سالانہ بے تکلف ضیافت میں شرکت کی۔ جہاں مرحوم اعجاز نسیم کو بہت یاد کیا گیا۔ راہی صاحب کی ضیافت بجائے خود ایک نشست کی شکل اختیار کر جاتی ہے۔ 18 رجولائی کی شام کو میں گلاسگو سے لندن پہنچا۔ جہاں 19 رجولائی کو بے ٹن سٹون کے علاقے میں انڈین مسلم فیڈریشن ہال میں ظہر تا عصر ختم نبوت اکیڈمی لندن اور انڈین مسلم فیڈریشن کے زیر اہتمام پہلی سالانہ ختم نبوت کانفرنس میں شرکت کی اور متعدد احباب سے ملاقات کا سبب بھی یہی کانفرنس تھی۔

20 رجولائی کا دن احباب سے ملاقاتوں، مشوروں میں مصروف گزرا۔ رات کو شیخ راحیل احمد مرحوم کے داماد ذوالفقار علی اور محمد نوید کے ہاں ضیافت میں شرکت کا نظم پہلے سے بنا ہوا تھا۔ جناب عبدالرحمٰن باوا، برادرِ عزیز عرفان اشرف چیمہ اور حمزہ عرفان کے ہمراہ ایسٹ ہیم کے علاقے میں اُن کے گھر ضیافت میں شرکت ہوئی اور شیخ صاحب مرحوم کی زندگی اور عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے حوالے سے ان کے کام پر گفتگو ہوتی رہی۔ 21 رجولائی کو حضرات واحباب اور اعزہ نے مجھے رخصت کیا۔ 22 رجولائی کو میں برادرم فاروق احمد خان کے ہمراہ لاہور ائیر پورٹ سے دفتر احرار لاہور پہنچا۔ قاری محمد یوسف احرار، ملک محمد یوسف، پروفیسر شاہد کاشمیری اور دیگر احباب سے ملاقات کے بعد شام تک چیچہ وطنی پہنچ کر معمول کی سرگرمیاں شروع ہو گئیں۔

زبان میری ہے بات اُن کی

ساغر اقبالی

- مشرف کے خلاف بگٹی کے قتل کا مقدمہ، سیشن کورٹ سبی میں رٹ دائر، پٹیشن سماعت کے لیے منظور۔ (ایک خبر)

جو چپ رہے گی زبانِ خنجر لہو پکارے گا آستیں کا

- حکمران روٹی مانگنے والے عوام کو گانے سنا رہے ہیں۔ (پرویز الٰہی)

چوروی کہندے چورو چور

- پاکستان کو تعلیم کے لیے فنڈ دیتے تو لوگ بچے انتہا پسندوں کے پاس نہ بھیجتے۔ (ہلیری)

سب کچھ لٹا کے ہوش میں آئے تو کیا کیا

- پرویز مشرف کا ٹرائل ہوا تو سیاست چھوڑ دوں گا۔ (شجاعت)
- پرویز مشرف کا حشر کر کے دکھائیں گے۔ (جاوید ہاشمی)

دونوں طرف ہے آگ برابر لگی ہوئی

- رمضان بازار میں عزتِ نفس کی نیلامی: آٹا چینی کے لیے طویل قطاریں، ہاتھا پائی، جھگڑے، لاٹھی چارج۔ (ایک خبر)

لیناں دے وچ دھیاں بہناں
آکھن گھیو تے آٹا لیناں
اَگے منڈے پچھے منڈے
نِت تماشا ویکھن غنڈے

- اپنی مسلم لیگ بناؤں گا۔ کسی بھی وقت پاکستان لوٹ سکتا ہوں۔ (مشرف)

تدبیر کند بندہ، تقدیر کند خندہ۔ تو بھی لیگ بنا کے دیکھ

- مشرف مہاجر ہیں۔ ایم کیو ایم کسی کو انھیں نقصان نہیں پہنچانے دے گی۔ (الطاف حسین)

بلاتبصرہ!

● **حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ** مرتبہ: عمرانہ معزّ ضخامت: 248 صفحات قیمت: 250 روپے

ناشر: وی بک پرنٹ پبلشرز 392/A سٹریٹ A-5 لین 5 گل ریز کالونی ہاؤسنگ سکیم راولپنڈی

اس کتاب کی مرتبہ محترمہ عمرانہ معزؔ ، ممتاز دانشور اور ماہر تعلیم پروفیسر ڈاکٹر معزالدین کی اہلیہ ہیں۔ محترمہ کے والد گرامی پروفیسر مسلم عظیم آبادی شعروادب کی دنیا کا ایک معروف نام ہے۔ مصنفہ کا تعلق عظیم آباد (بہار) کے ایک علمی خانوادے سے ہے۔

مولانا مفتی محمد سعید صاحب ریڈیو (F.M.100) پر ہر جمعہ، ہفتہ اور اتوار کی صبح چھے سے سات بجے تک تقریر کرتے ہیں۔ ان تقاریر میں جہاں جہاں حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ کا تذکرہ ہوا۔ اسے محترمہ نے یک جا کر دیا اور ایک مفید کتاب منظرِ عام پر آ گئی۔ شیر محمد زمان لکھتے ہیں کہ:

> ''حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ، صحابہؓ کے سب سے پہلے ایمان لانے والے برگزیدہ گروہ میں شامل ہیں۔ چنانچہ آپؓ فخریہ طور پر اپنے آپ کو ''سادسِ ستہ'' (چھے میں چھٹا) کہا کرتے تھے۔ (مسلم) اکثر سابقین کی طرح آپ کا تعلق بھی غریب طبقے سے تھا اور آپ کی پشت پر حفاظت کرنے والا کوئی قبیلہ نہ تھا۔ اس ناتوانی اور ''خیر اندیش دوستوں'' کے منع کرنے کے باوجود آپ نے سب سے پہلے مکے میں علی الاعلان قرآن مجید پڑھا اور اس کے نتیجے میں قریش کے ہاتھوں دردناک اذیتیں برداشت کیں۔ تمام غزوات میں شریک رہے۔ سیدنا عمر فاروقؓ نے اپنے عہدِ خلافت میں انھیں بیت المال کے انتظام اور تلقین و تعلیم قرآن کے لیے کوفے میں متعین فرمایا۔ حافظ وقاریٔ قرآن، ثقہ راویٔ حدیث اور فقیہہ کی حیثیت سے آپ مرجع خلائق تھے۔ آپ سے 1848 احادیث مروی ہیں۔ تقویٰ، احتیاط اور حُب وحرمتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ عالم تھا کہ جب نبی مکرم و محتشم صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی حدیث روایت فرماتے تو لرزہ طاری ہو جاتا۔ پیشانی سے پسینہ بہنے لگتا کہ کہیں کوئی غلط بات نہ کہہ جائیں۔ باختلاف اقوال آپ کی وفات مدینہ طیبہ یا کوفہ میں 32ھ یا 33ھ میں ہوئی۔''

مفتی محمد سعید صاحب کی تقاریر کے اقتباسات کو یک جا کر کے محترمہ عمرانہ معز نے حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہما کی سیرت اور شخصیت پر ایک اچھی کتاب تیار کر لی۔ لیکن کہیں کہیں واقعات کو تصدیق کے بغیر شامل کر دیا گیا ہے۔ بہتر ہوتا اگر اس کتاب کو مرتب کرتے وقت مزید تحقیق کر لی جاتی۔ (تبصرہ: جاوید اختر بھٹی)

● بحرِ بے گناہ (The Sinless Sea)　مصنفہ: ڈاکٹر آفرین صدیقی　ترجمہ: عمرانہ معزّ

ضخامت: 174 صفحات　قیمت: 200 روپے　ناشر: وی بک پبلشرز، راولپنڈی

اس سفرنامہ حج کی مصنفہ محترمہ عمرانہ معزّ کی نواسی ڈاکٹر آفرین صدیقی (ایم آئی ٹی، امریکہ) نے جو کہ خلائی انجینئرنگ کی گریجویٹ ہیں۔ انھوں نے اسے انگریزی زبان میں لکھا۔ 2000ء میں انھوں نے اپنے شوہر ڈاکٹر حامد زمان کے ساتھ فریضۂ حج ادا کیا۔ حج کے مقدس سفر پر ہر سال لاکھوں لوگ جاتے ہیں۔ لیکن ہر مسافر کے جذبات اور تاثرات مختلف ہیں۔ ہر شخص کی سرشاری کی کیفیت الگ ہوتی ہے۔ محترمہ آفرین صدیقی لکھتی ہیں:

> ''وقت گزرنے کے ساتھ جیسے میں اپنے معمول میں مصروف ہوگئی۔ مجھ پر انکشاف ہوا کہ میرا دل ابھی ابھی ارضِ پاک مکہ ہی میں ہے۔ میرے دماغ میں حج چھایا ہوا ہے۔ تب میں نے ارادہ کیا کہ آئندہ کے غور و فکر کے لیے اپنے جذبات کو میں روزنامچہ میں محفوظ کرلوں۔''

اس سفرنامے میں محبت اور عقیدت کا جذبہ موجزن ہے۔ میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس سفرنامے کو عزت اور شہرت عطا کرے۔ (تبصرہ: جاوید اختر بھٹی)

● اور تنکے بکھر گئے　مصنفہ: عمرانہ معزّ

ضخامت: 120 صفحات　قیمت: 150 روپے　ناشر: وی پرنٹ بک پبلشرز راولپنڈی

زیرِ نظر کتاب محترمہ عمرانہ معز کا ناولٹ ہے۔ اس کا انتساب مصنفہ نے ان تمام بچوں کے نام کیا ہے۔ ''جن کے رفیق ان کے پالتو جانور ہیں۔'' یہ نہایت منفرد اور اچھوتا انتساب ہے۔ سید منصور عاقل لکھتے ہیں:

> ''زیرِ نظر تصنیف کی ایک اہم خصوصیت انسان وحیوان کی تخلیقی وحدت کے وہ سرچشمے ہیں۔ جنھوں نے ہر دو مخلوق کو ایک دوسرے کے ساتھ ہمدردی اور پیار کے رشتوں میں منسلک کر دیا ہے۔ لندن میں تین سال قیام کے بعد ڈھاکہ واپس آکر جس خاندان کی کہانی سے ناولٹ کا آغاز ہوتا ہے۔ وہ از اوّل تا آخر بچوں، بڑوں اور گھریلو جانوروں کی ایسی خوبصورت داستان ہے۔ جن میں بچوں کا جانوروں سے والہانہ پیار اور جانوروں کی اہلِ خانہ سے وفاداری آئینِ فطرت پر مہرِ تصدیق ثبت کرتی ہیں۔''

مصنفہ کا تعلق عظیم آباد (بہار) کے ایک علمی خانوادے سے ہے۔ تقسیم ہند کے بعد ان کا خاندان ہجرت کر کے مشرقی پاکستان آگیا۔ اور پھر جب ڈھاکہ کے کوچہ و بازار ان کے مکینوں پر تنگ ہوگئے تو وہ پاکستان (مغربی پاکستان) میں آگئے۔

ایک اقتباس دیکھیے:

> ''نمی باجی! آپ کے ابو یہاں اتنا پہلے سے آئے۔ آپ یہیں پیدا ہوئیں۔ یہاں کی سرکاری زبان ایک عرصے سے بنگالی ہے تو پھر آپ بنگالی کیوں نہیں سیکھ لیتیں؟ انگلش مقولے کے مطابق ''جب یہاں رہنا ہے تو انہی کی طرف رہے۔'' نغمہ نے مشورہ دیا۔ اس کے معصوم ذہن نے سوچا۔ بنگالیوں کے اردو سے عقیدت کے جذبے کو اگر سراہا گیا ہوتا تو آج ان کی نفرت کا یہ عالم نہ ہوتا۔''

میرا خیال ہے کہ اس ناولٹ میں خودنوشت سوانح کی ایک جھلک موجود ہے۔ (تبصرہ: جاوید اختر بھٹی)

● **تصوف اور کارکنان تحریکات اسلامی**　　مصنف: ڈاکٹر جاوید اکبر انصاری　　مرتب: محمد احمد حافظ

ضخامت: ۳۲ صفحات　　ملنے کا پتا: الغزالی پبلی کیشنز، 41 سی بلاک۔17 فیڈرل بی ایریا کراچی

تصوف اسلامی افکار میں ایک خاص قسم کے نظریۂ حیات کا نام ہے۔ ہر ایک نظریے کی طرح تصوف بھی تعبیرات کے تنوع کے فطری عمل سے گزرا ہے۔ ان مختلف النوع تعبیرات میں غلط بھی ہیں اور صحیح بھی۔ پھر لوگوں کا رویہ ان مختلف تعبیرات کے حوالے سے بہت عجیب وغریب ہے۔ بعض لوگ تصوف کی غلط تعبیر اور مسخ شدہ صورت کو اپنا دین اور مذہب قرار دیتے ہیں اور بعض صحیح تعبیر اور نکھری ہوئی صورت کو بھی کفر اور شرک سے کم درجے کی گمراہی ماننے کے لیے تیار نہیں۔

فاضل مرتب کا یہ کہنا بالکل بجا ہے کہ:

> ''بحیثیت مجموعی ہمارا طرزِ عمل تصوف کے ساتھ معاندانہ ہے۔ خصوصاً وہ لوگ جو تحریکات اسلامی کے کارکن ہیں ان کی دعوت کا اسلوب اور ان کے لٹریچر کا طرز نگارش مادیت زدہ ہے۔ ظاہر ہے کہ اسلامی تحریکات کے کارکنوں کا یہ طرز، اسلوب اور رویہ ایک کمی اور وصولِ منزل کی کوششوں میں ایک رکاوٹ ہے۔''

جناب ڈاکٹر جاوید اکبر انصاری ایک درددل رکھنے والے مسلمان ہیں جو اسلامی تحریکات کو کامیاب دیکھنا چاہتے ہیں۔ چونکہ انھیں اس کمی کا ادراک ہے اور وہ سمجھتے ہیں کہ وہ کارکنان تحریکات اسلامی کو اس کا شعور دلا سکتے ہیں۔ اس لیے انھوں نے خاص طور پر کارکنان تحریکات اسلامی کو مخاطب کر کے اس کتابچے کو تحریر فرمایا ہے

اندازِ بیان مفکرانہ اور اسلوب فلسفے کی اصطلاحات سے متأثر ہے۔ کوشش کی گئی ہے کہ اپنی بات کو ثابت کرنے کے لیے معاشرے کے عمومی مزاج کے لیے معتبر مغربی مفکرین کے حوالوں سے مدد لی جائے۔ مجموعی طور پر کتابچہ مفید اور قابلِ مطالعہ ہے۔ (تبصرہ: صبیح ہمدانی)

● **جریدہ: ماہنامہ ''مسیحائی'' کراچی (سالارِ اعظم صلی اللہ علیہ وسلم نمبر)**　　مدیر اعلیٰ: احمد خیر الدین انصاری

ناشر: مطبع قریشی آرٹ پریس، ناظم آباد نمبر 2 کراچی　　قیمت: 350 روپے

رسولِ اکرم کی ہسٹری کو پڑھو تو اوّل سے تا بہ آخر
وہ آپ ثابت کرے گی اپنا عظیم ہونا عجیب ہونا

ہادیٔ اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت پر ہزاروں کتابیں اب تک شائع ہو چکی ہیں مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا تذکرہ ختم نہیں ہوگا یہ قیامت تک جاری رہے گا کہ آپ باعثِ تکوینِ کائنات ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے ہر پہلو سے نور پھوٹتا ہے۔ مبارک کے مستحق ہیں احمد خیر الدین انصاری جنھوں نے ماہنامہ ''مسیحائی'' کا ''سالارِ اعظم صلی اللہ علیہ وسلم نمبر'' شائع کرنے کی سعادت حاصل کی ہے۔ 576 صفحات کے اس خصوصی نمبر میں حمد ونعت کے ساتھ ساتھ، ملکی وغیر ملکی ادیبوں اور مذہبی سکالرز کے وقیع مضامین شامل کیے گئے ہیں۔ جن میں مولانا ابوالکلام آزاد، پیر مہر علی شاہ، مولانا صفی الرحمٰن مبارک پوری، مولانا عبدالماجد دریابادی، ڈاکٹر حمید اللہ کے نام قابل ذکر ہیں۔ یہ نمبر کتابی شکل میں خوبصورت جلد کے ساتھ مزین ہے۔ امید ہے کہ ادارے کی یہ کاوش قبولِ عام کا درجہ حاصل کرے گی۔ (تبصرہ: شیخ حبیب الرحمٰن بٹالوی)

ادارہ

اخبار الاحرار

لندن کی ڈائری (عبدالرحمٰن باوا):

گزشتہ دنوں جرمنی کے شہر فرینکفرٹ میں قادیانی جماعت جرمنی کی ایک ذیلی تنظیم ہیومینٹی فرسٹ کے زیر اہتمام متاثرین مالاکنڈ کی امداد کے لیے ایک چیریٹی ڈنر کا اہتمام کیا گیا۔لندن کے ایک اردو روزنامے کے مطابق پاکستان قونصلیٹ سے نائب قونصل زاہد احمد اور کمرشل سیکشن کے سربراہ ڈاکٹر فیروز عالم جونیجو کے علاوہ جرمنی کے بعض تاجروں اور دیگر لوگوں نے شرکت کی۔ اس تقریب میں بدمزگی اس وقت پیدا ہوئی جب قادیانی جماعت جرمنی کے میڈیا ترجمان احمد عبدالرفیق نے متاثرین مالاکنڈ کی مدد کے موضوع کو نظر انداز کرتے ہوئے پاکستان کے بارے میں ایک طویل تجزیہ پڑھا جس میں اس نے مطالبہ کیا کہ پاکستان کے ایٹمی ہتھیار اقوام متحدہ کی نگرانی میں دے دینے چاہئیں قادیانیوں کی یہ ہرزہ سرائی ہمارے لیے کوئی نئی بات نہیں کیونکہ ان کی ملک وملت اور عالم اسلام کے خلاف سازشیں، ان کا اکھنڈ بھارت کا عقیدہ، اتنا کچھ قادیانی ریکارڈ میں موجود ہے جس کو قومی اسمبلی سمیت ہر فورم میں پہلے بھی پیش کیا جاچکا ہے اور اب بھی پیش کیا جاسکتا ہے لیکن افسوس تو ان مسلمان پاکستانی سفارتکاروں، تاجروں، دانشوروں، صحافیوں کے علاوہ بیرون ملک مقیم سیاسی وکمیونٹی لیڈروں پر ہے جو محبّ وطن ہونے کا تمغہ غیروں سے حاصل کرنے کیلئے اس قسم کی تقریبات میں شرکت کرتے ہیں جو خالصتاً قادیانی جماعت کے زیر اہتمام منعقد کیا جاتا ہے۔ یہاں یہ بات بھی یاد رکھنے کے قابل ہے کہ قادیانیوں کے نزدیک غیر قادیانی ہرگز مسلمان ہی نہیں بلکہ ''پکے کافر'' سمجھے جاتے ہیں۔ اس کے باوجود ہمارے یہ لیڈران وہاں ان قادیانی تقریبات نہ صرف شرکت کرتے ہیں بلکہ قادیانی خلیفہ سے ''شرف باریابی'' حاصل کرتے ہیں اسکے باوجود وہ قادیانی خلافت سے ''سند اسلام'' حاصل کرنے میں ناکام رہتے ہیں۔ دور کی بات جانے دیجئے یہ بھی تاریخ کے ریکارڈ پر موجود ہے کہ بانی پاکستان قائداعظم محمد علی جناحؒ چودھری ظفراللہ قادیانی کو پاکستان کا پہلا وزیر خارجہ بنایا لیکن جب آپ اس دنیا سے رخصت ہوتے ہیں تو قادیانی وزیر خارجہ نے ان کی نماز جنازہ نہیں پڑھی۔ چلئے اس بحث کو یہاں چھوڑتے ہیں لیکن ایک بات کی داد ان لوگوں کو ضرور دینی چاہیے کہ جب عبدالرفیق نے پاکستان کے ایٹمی اثاثے اقوام متحدہ کی نگرانی میں دینے کی بات کی تو پاکستانی سفارتکاروں اور بعض تاجروں کی غیرت پھڑک اٹھی اور وہ اس تقریب سے ''واک آؤٹ'' کر گئے۔ ایک اطلاع کے مطابق قادیانی جماعت کو شرمندگی سے بچانے کے لیے قادیانی خلیفہ مرزا مسرور نے قادیانی جماعت جرمنی کے نائب امیر (ر) میجر زبیر خلیل کو اپنے عہدے سے معطل کر دیا۔ زبیر خلیل دراصل عبدالرفیق کا ماموں ہے۔ اب یہ مسئلہ کہ جرم کرے عبدالرفیق اور معطل کیا جائے ماموں زبیر خلیل اسکی مثال تو وہی ہے کہ چوری کرے مونچھوں والا پکڑا جائے داڑھی والا۔

اس واقعہ کے چند دن بعد لندن کے اسی روزنامے میں قادیانی جماعت جرمنی کے پریس ترجمان اعجاز کی جانب سے مراسلہ کی شکل میں ایک وضاحت شائع ہوتی ہے جس میں عبدالرفیق کے بیان پر افسوس کا اظہار کرتے ہوئے عبدالرفیق کی تقریر کو

ذاتی حیثیت قرار دیا اور کہا کہ وہ قادیانی جماعت کے میڈیا ترجمان نہیں ہیں اور یہ فرائض میں یعنی ”اعجاز احمد“ انجام دے رہا ہوں ۔ یہ وضاحت ہرگز قابل قبول نہیں ۔ قادیانی جماعت کا ہر کام اپنے امیر کے تابع ہوتا ہے۔ سوال یہ ہے کہ کیا ایک لکھی ہوئی لمبی چوڑی تقریر کسی ذمہ دار شخص کی نظر سے نہیں گذری اور صرف یہ کہہ دینا ”وہ میڈیا ترجمان نہیں اب میں ہوں“ کا مطلب کیا ہے؟ یہاں بات ”حال“ کی نہیں ”ماضی“ کی ہوری ہے۔ جب عبدالرفیق اس تحریر کو پڑھ رہا تھا وہ اس وقت میڈیا ترجمان نہیں تھا؟

اب آیئے لندن میں منعقد کیے گئے ایک اسی قسم کے پروگرام کی طرف ۔ یہاں تکنیک تو وہی رہی لیکن تھوڑی سی تبدیلی کے ساتھ ۔ لندن کے ہی ایک ہفتہ وار اردو اخبار کے مطابق متاثرین سوات کے لیے چند قادیانیوں نے ایک غیر چیریٹی ادارہ ”قائداعظم ویلفیر فاونڈیشن“ کے زیر اہتمام ایک پروگرام منعقد کیا۔ فرینکفرٹ میں منعقد کیے گئے پروگرام ہی کی طرح یہاں بھی لندن میں پاکستانی ہائی کمیشن کے سفارتکاروں کے علاوہ تاجروں، صحافیوں، سیاستدانوں، کمیونٹی لیڈروں کو مدعو کیا لیکن تھوڑی سی تبدیلی یوں کی کہ یہاں ایک غیر چیریٹی ادارے کا نام استعمال کیا اور پھر پروگرام منعقد کرنے کیلئے الفورڈ لندن میں واقع ایک مسجد کے کمیونٹی ہال کا انتخاب کیا گیا۔ مسجد انتظامیہ اس سے بالکل بے خبر تھی کہ اس پروگرام کے آرگنائزر کون ہیں؟ مزید یہ کہ یہاں فنڈریزنگ کے بجائے قائداعظم محمد علی جناح کی تلوار، اہم تصویریں وغیرہ کو نیلامی کے لیے پیش کیا اور جب پاکستان کا جھنڈا نیلام کرنے کیلئے پیش کیا تو پیپلز پارٹی کے ایک رکن امان اللہ خان نے اسے ناکام بنایا۔ یہ خبر ایک ہفتہ وار اردو اخبار نے شائع کی اور اسی طرح پاکستان میں بھی ایک اخبار نے اس خبر کو نشر کیا تو اس کی وضاحت لندن سے تقریباً ۱۴۰ میل دور ولورہمٹن شہر کی قادیانی جماعت کے صدر ملک یاسین نے کی۔ جس میں پاکستانی پرچم کی نیلامی کو درست قرار نہیں دیا گیا۔ اور اس خبر کو بے بنیاد قرار دیا اور کہا کہ قادیانی جماعت پاکستان کی سلامتی کے خلاف ایک لمحہ بھی نہیں سوچ سکتی اور پاکستان سے دل وجان سے محبت کرتی ہے۔ اس کے علاوہ پاکستان ہائی کمیشن ڈپٹی ہائی کمشنر آصف درانی نے بھی مذکورہ خبر کو حقائق کے منافی قرار دیا۔

جیسا کہ پہلے عرض کیا گیا ہے مذکورہ رپورٹ ایک اردو ہفتہ وار نے شائع کی ہے اسی اخبار نے اپنی دوسری اشاعت میں اس کو حقیقت پر مبنی قرار دیا ہے۔ جہاں تک ملک یاسین قادیانی کی تردیدی بیان تعلق وہ ہرگز تسلی بخش نہیں اس لیے کہ ایسا تردیدی بیان قادیانی جماعت کے مرکز سے جاری ہونا چاہئے اور یہ کہ قادیانیوں کو پاکستان کی سلامتی کتنی عزیز ہے اور وہ پاکستان سے کتنی محبت کرتے ہیں۔ اس کے قادیانی خلیفہ دوم مرزا محمود نے ۱۹۴۷ء تا ۱۹۴۹ء تک جو بیانات دیے وہی کافی ہیں اس کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ آیا وہ ”اکھنڈ بھارت“ عقیدہ رکھتے ہیں کہ نہیں؟

سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم پر عمل پیرا ہو کر حسن تدبیر کے ساتھ ہمیں آگے بڑھنا ہوگا

قادیانیت، اسلام اور مسلمانوں کے خلاف یہود و نصاریٰ کی سازش ہے

دارِ بنی ہاشم ملتان میں ختم نبوت کورس کے اختتام کے موقع پر مقررین کا خطاب

ملتان (4 راگست) مجلس احرار اسلام پاکستان کے ڈپٹی سیکرٹری جنرل سید محمد کفیل بخاری نے کہا کہ عالمی استعمار دنیا میں اسلام کے پھیلاؤ سے خوف زدہ ہے۔ یورپ میں بڑی تعداد میں لوگ اسلام قبول کر رہے ہیں اور عالم کفر پوری دنیا میں مسلمانوں پر مظالم ڈھا رہا ہے۔ وہ آج دارِ بنی ہاشم میں تحریک تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام دس روزہ ختم نبوت کورس کے اختتام

پر شرکاء سے خطاب کر رہے تھے۔انھوں نے کہا کہ عالمی استعمار اسلام کے نام پر مختلف فتنے کھڑے کر کے مسلمانوں کو بدنام کر رہا ہے۔قادیانیت، اسلام اور مسلمانوں کے خلاف یہود ونصاریٰ کی سازش ہے۔امریکہ، برطانیہ اور اسرائیل قادیانیوں کی مکمل پشت پناہی کر رہے ہیں۔اسرائیلی فوج میں چھے سو سے زائد قادیانی خدمات انجام دے رہے ہیں۔

سید محمد کفیل بخاری نے کہا کہ امریکہ، پاکستان کے دینی مدارس اور دینی جماعتوں کے خلاف خطرناک عزائم رکھتا ہے۔وہ مدارس کے نصاب ونظامِ تعلیم کو ختم کر کے مذہبی قوتوں کو مکمل طور پر کرش کرنا چاہتا ہے اور اس مہم میں قادیانی امریکہ کے سب سے بڑے ایجنٹ کے طور پر سرگرم عمل ہیں۔انھوں نے کہا کہ حکمران امریکی خواہشات کی تکمیل کی بجائے قائد اور اقبال کے پاکستان کو مضبوط کریں۔دینی مدارس اسلام اور پاکستان کے محافظ ہیں۔سید محمد کفیل بخاری نے کہا کہ عالمی استعمار کی ان سازشوں کو ناکام بنانے کے لیے پاکستان کی دینی قیادت کو نئی صف بندی کرنی ہوگی۔پاکستان کی سلامتی اور تحفظ، فرقہ وارانہ سرگرمیوں کی حوصلہ شکنی اور اسلام کے لبادے میں اٹھنے والے فتنوں کی سرکوبی کے لیے پرامن اور مثبت جدوجہد کرنا ہوگی۔تصادم اور تشدد سے مسائل حل نہیں ہوں گے۔سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم پر عمل پیرا ہو کر حسن تدبیر کے ساتھ ہمیں آگے بڑھنا ہوگا۔انھوں نے کہا کہ مجلس احرار اسلام اور تحریک تحفظ ختم نبوت علمی اور عملی میدان میں اسلام اور پاکستان کے خلاف سرگرم فتنوں کا پوری قوت سے مقابلہ کرے گی۔ختم نبوت کورس میں قائد احرار سید عطاء المہیمن بخاری، مولانا محمد مغیرہ، سید محمد معاویہ بخاری، مولانا عبدالغفور، عابد مسعود ڈوگر اور مولانا مشتاق احمد نے بھی لیکچرز دیے۔

قادیانی انٹرنیشنل سطح پر پاکستان کے خلاف لابنگ کر رہے ہیں: عبداللطیف خالد چیمہ

چناب نگر سمیت ملک بھر میں قادیانیوں کی ارتدادی سرگرمیاں تیزی سے بڑھ رہی ہیں: مولانا محمد مغیرہ

چیچہ وطنی (9/اگست) مجلسِ احرارِ اسلام پاکستان کے سیکرٹری جنرل عبداللطیف خالد چیمہ اور جامع مسجد احرار چناب نگر کے خطیب مولانا محمد مغیرہ نے چک نمبر 111-7 آر کی جامع مسجد میں تحفظِ ختم نبوت اور ردِ قادیانیت کے سلسلہ میں منعقدہ ایک تربیتی ورکشاپ سے خطاب کرتے ہوئے کہا ہے کہ قادیانی گروہ صرف ختم نبوت کا ہی منکر نہیں بلکہ یہ گروہ عقیدۂ توحید باری تعالیٰ کا بھی منکر ہے۔عقیدۂ ختم نبوت قرآن وسنت کی روشنی میں متفق علیہ ہے اور اس پر پوری امت کا اجماع ہے۔عقیدۂ ختم نبوت پر ڈاکہ زنی کرنے والا فتنۂ ارتداد دین وملت کا کبھی وفادار نہیں ہوسکتا۔پاکستان کی مقتدر سیاسی قوتوں اور حکمرانوں کو قادیانیوں کی اسلام وطن دشمن پالیسیوں کا ادراک کر لینا چاہیے اور منکرینِ ختم نبوت کی ریشہ دوانیوں کے خلاف سیاسی قوتوں کو بھی اپنا کردار ادا کرنا چاہیے۔عبداللطیف خالد چیمہ نے کہا کہ قادیانی اور اینٹی اسلام قوتیں مل کر انٹرنیشنل سطح پر پاکستان کے خلاف لابنگ کر رہی ہیں اور پاکستان کے ایٹمی اثاثوں کو یہودیوں اور قادیانیوں سے خطرات ہیں۔اسرائیل میں موجود قادیانی مشن پاکستان کے ایٹمی اثاثوں کی تاک میں ہے۔انھوں نے کہا کہ بھٹو مرحوم نے کہا تھا کہ'' قادیانی پاکستان میں وہی حیثیت حاصل کرنا چاہتے ہیں جو یہودیوں کو امریکہ میں حاصل ہے۔'' انھوں نے کہا کہ پیپلز پارٹی تحفظ ختم نبوت کے سلسلہ میں بھٹو مرحوم کے کردار سے انحراف کر رہی ہے۔

مولانا محمد مغیرہ نے کہا کہ ختمِ نبوت کا عقیدہ ضروریات دین میں سے ہے۔قادیانی گروہ اپنی متعینہ اسلامی وقانونی حیثیت اور دستوری دائرے کو تسلیم کرنے سے مسلسل انکاری ہے۔اگر کسی سازش یا کسی آئینی پیکیج کے ذریعے قانون تحفظ ناموسِ

رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کو ختم کرنے کی کوشش کی گئی تو اسلامیانِ پاکستان اس کو ہرگز برداشت نہیں کریں گے۔ مولانا محمد مغیرہ نے کہا کہ قانون نافذ کرنے والے ادارے اگر امتناعِ قادیانیت ایکٹ پر عمل درآمد کی صورتحال بہتر بنالیں تو تناؤ کم ہوسکتا ہے لیکن چناب نگر سمیت ملک بھر میں قادیانیوں کی ارتدادی سرگرمیاں تیزی سے بڑھ رہی ہیں۔ سندھ اور کراچی میں سادہ لوح مسلمانوں کو گمراہ کیا جارہا ہے اور بعض سرحدی علاقوں میں نام نہاد این جی اوز کی آڑ میں قادیانی اِرتداد پھیلا رہے ہیں جبکہ سرکاری انتظامیہ نے مسلسل اِن کو ڈھیل دے رکھی ہے۔ تربیتی ورکشاپ میں نوجوان نسل اور طلباء سے پرزور اپیل کی گئی کہ وہ دینی تعلیمات اور اپنے اکابر کے ماضی کا مطالعہ کریں اور قدیم وجدید فتنوں کی گمراہی سے بچنے کے لئے اہل حق کے دامن سے وابستہ ہوجائیں۔

اسلام آباد میں برطانوی باشندے غیر قانونی ٹریننگ سنٹر چلا رہے ہیں۔ عبداللطیف خالد چیمہ

لاہور (15-اگست) مجلس احرارِ اسلام پاکستان کے سیکرٹری جنرل عبداللطیف خالد چیمہ نے کہا ہے کہ دینِ اسلام ہی اقلیتوں کے حقوق کا ضامن ہے لیکن وہ اقلیتوں کو بھی اپنے متعینہ دائرے میں رہنے کا پابند بناتا ہے۔ سانحۂ گوجرہ قانون نافذ کرنے والے اداروں کی نااہلی کا ثبوت بھی ہے اور کوئی خفیہ ہاتھ ضرور ہے جو لوگوں کے ردعمل کو مزید بھڑکانے کا سبب بھی بنا۔ جماعت اسلامی پنجاب کے زیر اہتمام منصورہ میں سانحۂ گوجرہ کے حوالے سے منعقدہ ایک نشست میں میاں محمد اویس اور قاری محمد یوسف احرار کے ہمراہ شرکت کے بعد ایک بیان میں انھوں نے کہا کہ حکمران جماعت اور مقتدر حلقوں کی طرف سے یہ بات لوگوں میں ہیجان کا سبب بن رہی ہے کہ ''قانون توہین رسالت صلی اللہ علیہ وسلم پر نظر ثانی کی جاسکتی ہے'' عبداللطیف خالد چیمہ نے سوال کیا کہ تعزیراتِ پاکستان کی دفعہ 302 کا دن رات غلط اور صحیح استعمال ہوتا ہے کبھی کسی نے یہ نہیں کہا کہ اس کے غلط استعمال کی وجہ سے اس قانون کو ختم کردیا جائے۔ انھوں نے کہا کہ اسلام آباد میں برطانوی باشندے غیر قانونی ٹریننگ سنٹر چلا رہے ہیں۔ اسلام آباد کے اردگرد امریکی حصار قائم کیا جارہا ہے۔ بعض غیر ملکی ادارے اسلام آباد میں ریٹائرڈ فوجی کمانڈروں کو بھاری تنخواہوں پر بھرتی کررہے ہیں داخلی طور پر عدم تحفظ حد سے بڑھ گیا ہے حکمرانوں اور سیاستدانوں نے چپ سادھ رکھی ہے انھوں نے کہا کہ اسلام آباد میں اسرائیلی وامریکی اور برطانوی شہریوں نے مہنگے علاقوں میں جگہیں حاصل کرلی ہیں مکانات کا کرایہ ڈالروں اور پونڈوں میں دیا جارہا ہے اور اس کے لئے ایک نجی سیکورٹی ایجنسی نے اہم کردار ادا کیا ہے ٹریننگ سنٹر میں بھارتی باشندوں کی خدمات بھی حاصل کرلی گئی ہیں اور قابلِ ذکر یہ بھی ہے کہ ان بھارتی باشندوں نے داڑھیاں بھی رکھی ہوئی ہیں جبکہ مذہبی شکل وصورت والے افراد مبلغ تیار کرکے ان سے خطرناک ڈیوٹیاں کروائی جارہی ہیں انھوں نے مذہبی اور محبِّ وطن سیاسی حلقوں سے اپیل کی ہے کہ وہ صورتحال کا حقیقی بنیادوں پر ادراک کرکے اپنا کردار ادا کریں ورنہ پانی سر سے گزر جائے گا۔

مولانا علی شیر حیدری شہید ایک جید عالم، محقق اور اہل سنت کا عظیم سرمایہ تھے۔ سید عطاء المہیمن بخاری

لاہور (18/اگست) مجلس احرار اسلام پاکستان کے مرکزی امیر سید عطاء المہیمن بخاری، سیکرٹری جنرل عبداللطیف خالد چیمہ، سید محمد کفیل بخاری، میاں محمد اویس، مولانا محمد مغیرہ اور قاری محمد یوسف احرار نے ممتاز عالم دین اور محقق مولانا علی شیر حیدری کے قتل کو کھلی دہشت گردی قرار دیتے ہوئے اس کی شدید الفاظ میں مذمت کی ہے۔ ایک مشترکہ بیان میں تحریک تحفظِ ختم

نبوت اور مجلس احرارِ اسلام کے رہنماؤں نے کہا ہے کہ مولانا علی شیر حیدری نے اسلامی تعلیمات کی ترویج واشاعت اور دفاع صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے لئے بے پناہ خدمات انجام دیں جنہیں یادر کھا جائے گا۔ مولانا شہید ایک جید عالم، محقق اور اہل سنت کا عظیم سرمایہ تھے۔ اسلام کے لیے ان کی خدمات اور قربانیاں ناقابل فراموش ہیں۔ احرار رہنماؤں نے کہا کہ حکومتی پالیسیوں کی وجہ سے عدم تحفظ حد سے بڑھ گیا ہے۔ ملک عدم استحکام کی طرف بڑھ رہا ہے اور دہشت گرد دندناتے پھرتے ہیں۔ علاوہ ازیں مجلس احرارِ اسلام کے رہنماؤں نے اہل سنت والجماعت کے رہنماؤں سے فون پر تعزیت اور غم کا اظہار کیا۔ احرار رہنماؤں نے حکومت سے مطالبہ کیا ہے کہ مولانا علی شیر حیدری کے قاتلوں کو فوراً گرفتار کر کے قرار واقعی سزا دی جائے۔

مولانا علی شیر حیدری کی شہادت پر مجلس احرار اسلام چیچہ وطنی کا تعزیتی اجلاس

چیچہ وطنی (18/اگست) مولانا علی شیر حیدری کے اندوہناک قتل پر دفتر مجلس احرارِ اسلام چیچہ وطنی میں ایک تعزیتی اجلاس عبداللطیف خالد چیمہ کی زیر صدارت منعقد ہوا۔ جس میں مولانا منظور احمد، مولانا محمد صفدر عباس، محمد ارشد چوہان، شاہد حمید اور دیگر نے کہا کہ مولانا علی شیر حیدری نے دینی تعلیمات اور تحفظ ناموس صحابہ رضی اللہ عنہم کے لئے مثالی اور پرامن جدوجہد کی۔ اجلاس میں مولانا علی شیر حیدری کے ایصال ثواب کے لئے اجتماعی دعائے مغفرت بھی کرائی گئی۔ مجلس احرارِ اسلام کے رہنما قاری محمد قاسم، حافظ محمد عابد مسعود ڈوگر، حافظ حکیم محمد قاسم، احرار ختم نبوت میڈیا انچارج سید میر رمیز احمد، شاہد حمید تحریک طلباء اسلام کے عمران غنی، محمد قاسم چیمہ اور دیگر نے مطالبہ کیا ہے کہ مولانا علی شیر حیدری کے قاتلوں کو کیفر کردار تک پہنچایا جائے۔

آئین کی اسلامی دفعات کو غیر مؤثر کرنے کے لئے چلائی جانے والی مہم بند کی جائے

کراچی میں سیکس ورکشاپ کے ذریعے زناکاری کو عام کیا جارہا ہے

مولانا علی شیر حیدری امن اور فساد کے درمیان حدِ فاصل تھے

مجلس احرار اسلام چیچہ وطنی کے زیر اہتمام دینی جماعتوں کا اجلاس

چیچہ وطنی (18/اگست) مختلف دینی جماعتوں کے سرکردہ رہنماؤں نے حکمرانوں اور مقتدر حلقوں کی طرف سے قانونِ تحفظ ناموس رسالت صلی اللہ علیہ وسلم (295- سی) کے خلاف مہم کا سخت نوٹس لیتے ہوئے اِس مؤقف کو مسترد کیا ہے کہ اس قانون کا غلط استعمال ہو رہا ہے، لہٰذا اس کو ختم کر دینا چاہیے۔ علماء کرام اور دینی رہنماؤں نے کہا ہے کہ سانحۂ گوجرہ کی آڑ میں اس قانون کے خلاف معاندانہ رویہ انتہائی افسوسناک ہے اور بذاتِ خود توہین رسالت (صلی اللہ علیہ وسلم) کی ذیل میں آتا ہے۔ اِن خیالات کا اِظہار جمعیت علماء اسلام (س) پنجاب کے سیکرٹری جنرل مولانا عبدالرؤف فاروقی، اہل سنت والجماعت پنجاب کے سیکرٹری جنرل مولانا شمس الرحمٰن معاویہ، انٹرنیشنل ختم نبوت موومنٹ پنجاب کے صدر مولانا اسداللہ فاروقی، جمعیت علماء اسلام (س) کے مرکزی سیکرٹری اطلاعات مولانا محمد عاصم مخدوم نے دفتر مجلس احرارِ اسلام چیچہ وطنی میں احرار کے مرکزی سیکرٹری جنرل عبداللطیف خالد چیمہ کی میزبانی میں منعقدہ اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے کیا۔ اس موقع پر قاری محمد قاسم، حافظ محمد عابد مسعود ڈوگر، محمد ارشد چوہان، مولانا منظور احمد اور دیگر حضرات بھی موجود تھے۔ اجلاس میں ایک تعزیتی قرارداد کے ذریعے ترجمان اہل

سنت مولانا علی شیر حیدری کے بہیمانہ اور ظالمانہ قتل کی شدید الفاظ میں مذمت کی گئی اور مطالبہ کیا گیا کہ مولانا حیدری کے سفاک قاتلوں کو کیفر کردار تک پہنچایا جائے۔اجلاس کے تمام شرکاء نے کہا کہ مولانا علی شیر حیدری امن اور فساد کے درمیان حدِ فاصل تھے اور وہ پرُ امن جدوجہد کے داعی تھے۔ان کا قتل کرنے والوں نے امن تباہ کرنے کی کوشش کی ہے لیکن اہل سنت کی جماعتوں کی ذمہ داری بنتی ہے کہ وہ امن کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑیں اور دفاع صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) کی پرُ امن اور قانونی جدوجہد کو تیز کردیں۔مولانا عبدالرؤف فاروقی نے اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے وفاقی وزیر انسانی حقوق ممتاز عالم گیلانی جن کا مُبلغ علم اِتنا ہے کہ وہ الہامی کتابوں کی تعداد پانچ بتارہے ہیں اور ارشاد یہ فرمارہے ہیں کہ ''توہین رسالت (صلی اللہ علیہ وسلم) کے قانون میں تبدیلی کرنا پڑی تو اس کا جائزہ لیں گے۔'' مولانا نے کہا کہ اُن کو یاد رکھنا چاہیے کہ مُحسنِ انسانیت (صلی اللہ علیہ وسلم) کی توہین کون سے انسانی حقوق کی پاسداری ہے۔انبیاء کرام علیہم اسلام کی توہین تو خود توہینِ انسانیت ہے۔عبداللطیف خالد چیمہ نے کہا کہ نامساعد حالات کے باوجود مسلمان تحفظ ناموسِ رسالت (صلی اللہ علیہ وسلم) تحفظِ ختم نبوت کے قوانین میں تبدیلی کو ہرگز برداشت نہیں کریں گے۔انھوں نے اس امر پر تشویش کا اظہار کیا کہ اسلامی جمہوریہ پاکستان کے سب سے بڑے شہر کراچی میں سیکس ورکشاپ کے ذریعے زنا کاری کو عام کیا جارہا ہے اور ثقافت کے نام پر اس کو فروغ دیا جارہا ہے۔دیگر مقررین نے مطالبہ کیا کہ آئین کی اسلامی دفعات کو ختم یا غیر مؤثر کرنے کے لئے چلائی جانے والی مہم بند کی جائے اور فکری ارتداد کا راستہ روکا جائے، امتناع قادیانیت ایکٹ پر مؤثر عمل درآمد کرایا جائے۔مقررین نے الزام عائد کیا کہ اقتدار کے نشے میں مست حکمران امریکی تابعداری میں تمام حدیں بھی کراس کر گئے ہیں اور اسلام آباد کو امریکی مفادات کے خطرناک اڈے میں تبدیل کیا جارہا ہے۔مقررین نے میڈیا اور سیاستدانوں سے پرُزور اپیل کی کہ وہ اسلام اور اسلام آباد کے خلاف گھناؤنی سازشوں کو بے نقاب کرنے میں اپنا کردار ادا کریں اور ملک کے ایٹمی اثاثوں کے خلاف ہونے والی کارروائیوں کے سدباب کے لئے آگے بڑھیں۔مقررین نے کہا کہ اگر محبّ وطن حلقوں نے بین الاقوامی سازشوں اور دباؤ کے سامنے بند نہ باندھا تو پانی سر سے گزر جائے گا۔

سید عطاء اللہ شاہ بخاری اور قافلۂ احرار نے انگریزی استبداد کا ڈٹ کر مقابلہ کیا: عبداللطیف خالد چیمہ

چیچہ وطنی (21-اگست) مجلسِ احرارِ اسلام پاکستان کے سیکرٹری جنرل عبداللطیف خالد چیمہ نے جامع مسجد اقصیٰ (غازی آباد) میں نماز جمعتہ المبارک کے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے کہا ہے کہ امریکن سامراج پاکستان میں پنجے گاڑ رہا ہے اور اسلام آباد کو امریکی چھاؤنی میں تبدیل کیا جارہا ہے جبکہ حکمران امریکی تابعداری اور کفر پروری میں تمام حدود کراس کرتے چلے جارہے ہیں۔انھوں نے کہا کہ جس طرح امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری اور قافلہِ احرار نے انگریزی استبداد کا ڈٹ کر مقابلہ کیا تھا۔آج پھر ضرورت ہے کہ تمام محبِ وطن سیاسی اور دینی حلقے یکجان ہو کر امریکہ اور عالم کفر کے خلاف ایک ہوجائیں۔انھوں نے کہا کہ حکمران اور سیاست دان غیر ملکی آقاؤں کی خوشنودی ترک کرکے دین وملک کی خیرخواہی کے جذبے کو عام کریں اور اقتدار کی جنگ اور مفادات کی سیاست کو ترک کردیں ورنہ پانی سر سے گزر جائے گا۔انھوں نے مطالبہ کیا کہ ترجمان اہل سنت مولانا علی شیر حیدری شہید کے قاتلوں کو کیفر کردار تک پہنچایا جائے۔ بعدازاں انھوں نے بورے والا میں رانا خالد محمود کے برادرِ نسبتی اور بھانجے کے انتقال پر تعزیت کا اِظہار کیا اور بورے والا کے مقامی ہوٹل میں احرار کے مقامی ناظم نشریات محمد نوید طاہر کی طرف سے منعقدہ استقبالیہ تقریب میں شرکت کی۔اس موقع پر مولانا عبدالنعیم نعمانی، صوفی عبدالشکور،

قاری منصور احمد، حکیم عبدالرزاق، رانا خالد محمود اور شاہد حمید بھی موجود تھے۔

امیرِ شریعت نے انگریزی استبداد اور فتنۂ قادیانیت کے خلاف برصغیر کے عوام وخواص میں نفرت پیدا کی

تحریک طلباءِ اسلام چیچہ وطنی کے زیرِ اہتمام ''امیرِ شریعت سیمینار'' کا انعقاد

چیچہ وطنی (21-اگست) تحریکِ آزادی اور تحریک ختم نبوت کے نامور رہنما اور مجلسِ احرارِ اسلام کے بانی حضرت امیرِ شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری مرحوم کے 48 ویں یومِ انتقال کے حوالے سے تحریکِ طلباءِ اسلام چیچہ وطنی کے زیرِ اہتمام مرکزی مسجد عثمانیہ ہاؤسنگ سکیم چیچہ وطنی میں ''امیرِ شریعت سیمینار''، مجلسِ احرارِ اسلام کے مرکزی ڈپٹی سیکرٹری اطلاعات حافظ محمد عابد مسعود ڈوگر کی زیرِ صدارت منعقد ہوا اور تحریکِ طلباءِ اسلام کے رہنما مرزا صہیب اکرام، محمد قاسم چیمہ، حافظ محمد معاویہ راشد، محمد علی، ذیشان علی، مرزا شکیب اور دیگر نے خطاب کیا۔ مقررین نے کہا کہ امیرِ شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمتہ اللہ علیہ نے انگریزی استبداد اور فتنۂ قادیانیت کے خلاف برِصغیر کے عوام وخواص میں ایک نفرت پیدا کی۔ شاہ جی اسلام کی تلوار تھے اور عشق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انکا اوڑھنا بچھونا تھا۔ حافظ محمد عابد مسعود نے اپنے صدارتی خطاب میں کہا کہ سید عطاء اللہ شاہ بخاری کی یاد منانے کا سب سے اچھا طریقہ یہ ہے کہ ہم امریکن سامراج کی چیرہ دستیوں کے خلاف اٹھ کھڑے ہوں۔ مرزا صہیب اکرام نے کہا کہ امیر شریعت اتحادِ امت کے داعی تھے۔ حافظ محمد معاویہ راشد نے کہا کہ آج پھر امیرِ شریعت کے سچے جذبے کو اجاگر کرنے کی ضرورت ہے۔ محمد قاسم چیمہ نے کہا کہ شاہ جی نے اپنی زندگی عقیدۂ ختمِ نبوت کے تحفظ کے لیے وقف کر رکھی تھی۔ مرزا شکیب نے کہا کہ شاہ جی نے سوئی ہوئی قوم میں دینی غیرت وحمیت بھر دی۔

سیمینار میں مختلف قراردادوں کے ذریعے مطالبہ کیا گیا کہ امتناعِ قادیانیت آرڈیننس پر موثر عمل درآمد کرایا جائے اسلامی نظریاتی کونسل کی سفارشات کی روشنی میں ارتداد کی شرعی سزا نافذ کی جائے۔ لارڈ میکالے کی بجائے اسلامی نظامِ تعلیم نافذ کیا جائے۔ نصابِ تعلیم میں عقیدۂ ختمِ نبوت کا تفصیل کے ساتھ ذکر کیا جائے۔ سیمینار کے مقررین اور شرکاء نے امیرِ شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری کے افکار ونظریات پر قائم رہتے ہوئے پرامن جدوجہد کے عزم کا اعادہ بھی کیا۔ سیمینار میں مولانا علی شیر حیدری کی الم ناک شہادت پر شدید غم وغصے کا اظہار کیا گیا اور مطالبہ کیا گیا کہ ان کے قاتلوں کو کیفرِ کردار تک پہنچایا جائے سیمینار مولانا منظور احمد کی دعا پر اختتام پزیر ہوا۔

ادارہ

مسافرانِ آخرت

- فخر اہل سنت علامہ علی شیر حیدری شہید (خیر پور میرس) 17/اگست 2009ء
- محترم شیخ حبیب الرحمٰن بٹالوی کے چھوٹے بھائی عزیز الرحمٰن بٹالوی مرحوم (گوجرانوالہ) انتقال: 23/جولائی 2009ء
- خوش دامن مرحومہ، جناب محمد عابد (خان پور) انتقال (امریکہ): 3/اگست 2009ء
- والد مرحوم، ملک ظہور الحق احرار (ملتان) انتقال: 16/اگست 2009ء
- مجلس احرار اسلام سیالکوٹ کے بزرگ کارکن شیخ محمد حسین صندل کی بیٹی مرحومہ، انتقال: 27 جولائی 2009
- مجلس احرار اسلام کمالیہ کے کارکن محمد طیب کے ماموں بابا محمد علی مرحوم اور پھوپھی مرحومہ
- مکی مسجد حرم گیٹ ملتان کے امام و مدرس قاری عبدالرشید صاحب اور جامعہ ابو ہریرہ میلسی کے مہتمم مولانا محمد یٰسین کی والدہ مرحومہ
  انتقال: 5 رمضان المبارک 1430ھ/ 27/اگست 2009ء
- والدہ مرحومہ، حافظ محمد صدیق مظہر، ڈیرہ غازی خان، انتقال: 28/مئی 2009
- مقصود احمد مرحوم (لاہور) رفیق امیر شریعت حاجی دین محمد مرحوم کے نواسے اور حبیب احمد کے بھانجے، انتقال: 12 جون 2009ء
- چیچہ وطنی کے چک نمبر L-11-6/ میں ہمارے معاون جناب راشد محمود کی چچازاد بہن اور حاجی محمد اشرف بوبک کی بیٹی مرحومہ

قارئین سے درخواست ہے کہ تمام مرحومین کے لیے ایصالِ ثواب اور دعاءِ مغفرت کا اہتمام فرمائیں۔ حق تعالیٰ سب کی مغفرت فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطاء فرمائے۔ (آمین)

دعائے صحت

- بنتِ امیر شریعت سیّدہ اُم کفیل مدظلہا
- حضرت قاری محمد یعقوب نقشبندی مدظلہ (جلال پور پیروالا)
- محترم قاری ظہور رحیم عثمانی (لیاقت پور)
- محترم عبدالرحمٰن جامی نقشبندی (جلال پور پیروالا)
- والدہ محترمہ، جناب محمد فرحان الحق حقانی (ملتان)

قارئین سے دعائے صحت کی درخواست ہے۔ (ادارہ)

زکوٰۃ کا حساب لگانے کا آسان طریقہ

<u>نصاب</u>: 52.5 (ساڑھے باون) تولہ یا 612.36 گرام چاندی یا اس کی مالیت ....

زکوٰۃ واجب ہونے کی قمری تاریخ ....

اس تاریخ کو ملکیت میں موجود مندرجہ ذیل اشیاء میں تمام قابل زکوٰۃ اثاثوں کی مارکیٹ ریٹ کے مطابق موجودہ مالیت بالترتیب تحریر کریں:

1　سونا: خواہ کسی بھی شکل میں ہو اور کسی بھی مقصد کے لیے ہو ....

2　چاندی: خواہ کسی بھی شکل میں ہو اور کسی بھی مقصد کے لیے ہو ....

3　نقد رقم:

(الف)　ہاتھ میں، بینک بیلنس، کسی کے پاس امانت ....

(ب)　غیر ملکی کرنسی اور پرائز بانڈز ....

(ج)　مستقبل کے کسی بھی مقصد مثلاً حج وغیرہ کے لیے جمع شدہ رقم ....

(د)　انشورنس پالیسی میں اپنی اصل جمع شدہ رقم ....

(ہ)　قرض دی ہوئی رقم جبکہ قرض لینے والا اس کا اقرار کرے، کسی بھی مقصد کے لیے ایڈوانس دی ہوئی رقم جس کا اصل یا بدل واپس ملے گا۔ بی سی (کمیٹی) میں جمع شدہ رقم، مکان یا چیز تیار ہونے سے قبل اس کی بکنگ میں دی ہوئی رقم ....

(و)　سرمایہ کاری مضارب یا شراکت داری میں لگی ہوئی رقم، ہر قسم کے بچت سرٹیفکیٹس وغیرہ، پراوڈنٹ فنڈ کی وہ رقم جو اپنے اختیار سے کسی محکمے میں منتقل کروادی ہے ....

4　فروخت کرنے کے لیے خریدا گیا سامان، جائیداد، حصص، خام مال

(الف)　فروخت شدہ چیز کی قابل وصول رقم (Book Debts) ....

(ب)　سامانِ تجارت کے عوض حاصل شدہ چیز ....

مجموعہ قابل زکوٰۃ مال:

مالی ذمہ داریاں:

1　قرض (ادھار لی ہوئی رقم)، ادھار خریدی ہوئی چیز کی قیمت، بیوی کا مہر جس کے ادا کرنے کی نیت ہے، کمیٹی حاصل کرنے کے بعد بقیہ اقساط کی رقم) ....

2　ملازمین کی تنخواہ جس کی ادائیگی اس تاریخ تک لازم ہو چکی ہے ....

3　ٹیکس، کرایہ، یوٹیلیٹی بلز جن کی ادائیگی اس تاریخ تک لازم ہو چکی ہے ....

4　گزشتہ سالوں کی زکوٰۃ کی وہ رقم جو ادا نہیں کی گئی ....

مجموعہ مالی ذمہ داریاں:

کل مملوکہ قابل زکوٰۃ مال کی رقم .... میں سے مجموعہ مالی ذمہ داریوں کی رقم .... کو منہا کر کے جو باقی بچے وہ قابل زکوٰۃ مال کی صافی رقم .... ہے۔ اب اس قابل زکوٰۃ مال کی رقم کو چالیس پر تقسیم کریں۔ حاصل قسمت جتنی رقم ہو وہ اصل واجب زکوٰۃ رقم ہے۔ اس رقم کو مصارفِ زکوٰۃ میں صرف فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔ ....

کامیابی کا یہ قصّہ نیا نہیں
پھر بھی اتنا ہی تازہ ...

اور اس سال Brands Icon Award کا اعزاز اس قصّے کا ایک تازہ ترین باب ہے
جو کہ پاکستان کے صرف سات منفرد برانڈز کو نوازا گیا ہے۔
ایک ایسے برانڈ کے لئے جس نے سو سال سے اپنے اعلیٰ معیار کو مسلسل برقرار رکھا ہوا ہے
یہ اعزاز جیسے روز کی بات ہو۔ گو کہ ہر بار یہ خبر اتنی ہی تازہ ہوتی ہے جیسے کہ دنیا کا سب سے
بہترین روایتی مشروب ... روح افزا

Brands of the Year
Award 2008

Consumers Choice
Award 2008

Merit Export
Award 2007-2008

Brands of the year Award 2008

ہمدرد

ہمدرد لیبارٹریز (وقف) پاکستان

ISO 9001:2000 & ISO 22000:2005 CERTIFIED

Tel: (009221) 6616001-4. E-mail: headoffice@hamdard.com.pk www.hamdard.com.pk

بیاد مجدد بنی ہاشم سیدنا عبد القادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ ــــ امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمتہ اللہ علیہ

جامعہ بستانِ عائشہ

کی تعمیر شروع ہے

تین درس گاہیں، وضو خانہ اور طہارت خانے تعمیر ہو چکے ہیں۔ چھے درس گاہوں کی تعمیر باقی ہے۔

بانی
سید عطاء المحسن بخاری رحمۃ اللہ علیہ
قائم شدہ
1989

دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان

★ 1989ء میں دارِ بنی ہاشم کے رہائشی مکان میں ایک معلّمہ سے بچیوں کی دینی تعلیم کا آغاز کیا گیا۔

★ مدرسہ میں شعبہ حفظ و ناظرہ، ترجمہ قرآن و تفسیر اور فقہ کی تعلیم جاری ہے

مخیّر حضرات

نقد رقوم، اینٹیں، سیمنٹ سریا بجری اور دیگر سامانِ تعمیر دے کر جامعہ کے ساتھ تعاون فرمائیں

نوٹ

اپنے عطیات، زکوٰۃ وصدقات جلد از جلد عنایت فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔ تاکہ جامعہ کا تعلیمی سلسلہ بغیر کسی رکاوٹ کے جاری رہ سکے۔ (جزاکم اللہ خیر)

تخمینہ
30,00,000
(تیس لاکھ روپے)

فی کمرہ لاگت
3,00,000
(تین لاکھ روپے)

رابطہ
061 - 4511961
0300-6326621

ترسیلِ زر
بذریعہ بینک: چیک یا ڈرافٹ بنام سید محمد کفیل بخاری مدرسہ معمورہ کرنٹ اکاؤنٹ نمبر 2-3017 یو بی ایل کچہری روڈ ملتان
بذریعہ آن لائن: 2-3017-010 بینک کوڈ: 0165

الداعی الی الخیر
ابن امیر شریعت سید عطاء المہیمن بخاری
مہتمم جامعہ بستانِ عائشہ ملتان

Designed by 0300-6321388